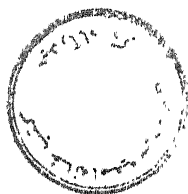
تَوزیعُ المَعاصی و الطّبقات

اِلیٰ اَنحاءِ الدّرکاتِ و الدّرجات

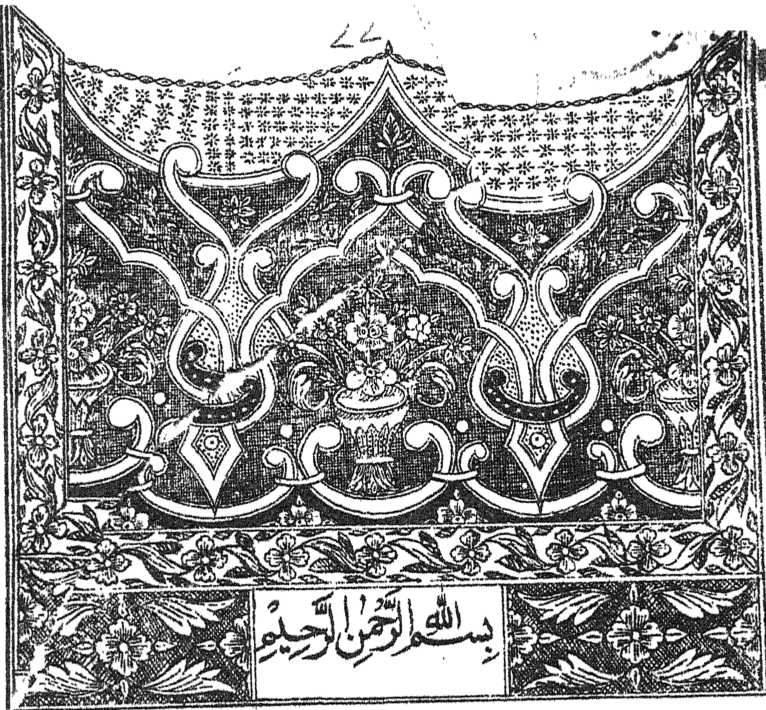


قد طُبِعَ بمطبعِ مُفیدِ عامِ الکائن

فی آگرہ فی سنة ۱۳

الهجریّة





الحمد للہ الذی بحمدہ یتنعم اہل الصواب فی دار الثواب و باسمہ یتسلی اہل التقاء و ان آن اخی دونہم الحجاب ونتوب الیہ توبۃ من یوقن انہ رب الارباب و نرجوہ رجاء من یومن بانہ الغفور التواب والصلوۃ والسلام علی اول انبیائہ وخاتم رسلہ صلوۃ تنجینا من ہول المطلع یوم العرض والحساب و تمہد لنا عند اللہ تعالی زلفی وحسن ماٰب وعلی الہ وصحبہ خیر آل واصحاب **اما بعد** واضح خاطر عاطر اہل حق ہو کہ دنیا عالم ملک وشہادت ہے اور آخرت عالم غیب و ملکوت مراد ہماری دنیا سے وہ حالت ہے جو قبل موت کے ہوتی ہے اور مراد آخرت سے وہ حالت ہے جو بعد موت کے ہوگی سو دنیا و آخرت صفات واحوال عباد مین جو صفت وحال قریب ہے اُسکا نام دنیا ہے اور جو متاخر ہے اُسکا نام آخرت ہے ہم اس رسالہ مین دنیا سے آخرت پر تکلم کرنا چاہتے ہین مقصود ہمارا اس تکلم سے بیان کرنا کیفیت توزع درجات و درکات کا آخرت مین ہے بحسب مراتب حسنات و سیئات دنیا کے اور ذکر کرنا

اقسام عباد کا باعتبار دارین کے اور واضح کرنا انواع ذنوب کا بہ نسبت صفات عباد کے
اور ظاہر کرنا اُن اسباب کا جنسے صغائر ذنوب جرائم عظائم ہو جاتے ہین اللہ تعالیٰ کے
بیان سے بڑھکر کسیکا بیان نہین ہے اور نہ رسول و اہل علم باللہ کے کشف سے کسیکا
کشف زیادہ تر ہے اسلیئے ابتدا اِس بیان کی کتاب اللہ سے کی گئی پھر کلام عارفین باللہ سے
اِس رسالہ کے مطالعہ سے مؤمنِ مخلص یہ بات دریافت کرلیگا کہ وہ منجملہ اقسام عباد کے دنیا اور
آخرت مین کس قسم کے اندر منسلک ہے کیونکہ اِسکا اعتقاد و عمل جس قسم کے موافق ہوگا وہی
حالت اُسپر غالب سمجھی جائیگی ہرچند ہمکو انجام اخروی کسی مسلمان کا اِس دنیا مین معلوم نہین ہوسکتا ہے
مگر بیان رسول سے سو جنکا انجام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے اور اُنکو
بشارت جنت کی دیدی ہے وہ تو بالیقین قطعی بہشتی ہین باقی ساری امت اسلامیہ خطر عاقبت
مین گرفتار ہے اسیلیے ایمان کو بین الخوف والرجا ٹھیرایا ہے۔

مقدمہ ہر انسان مکلف ہے ساتھ تین امر کے ایک یہ کہ اوامر و طاعات بجالائے
دوسرے یہ کہ نواہی و مخالفات مین نہ پڑے تیسرے یہ کہ قضا و قدر سے ناخوش نہو۔

شیخ عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب مین فرمایا ہے لابد للعبد من امر یفعلہ
و نہی یجتنبہ وقدر یصبر علیہ اس کلام کا تعلق دو طرف ہے ایک طرف رب کے دوسرا
طرف عبد کے رب کی طرف یہ ہے کہ اللہ کے حکم بندہ سے پر دو طرح کے ہوتے ہین ایک
حکم شرعی دینی دوسرا حکم کونی قدری سو حکم شرعی کا علاقہ امر سے ہے اور حکم کونی کا علاقہ
خلق سے الا لہ الخلق والامر اور حکم کونی طلبی بحسب مطلوب کے دو طرح پر ہوتا ہے کیونکہ مطلوب
اگر محبوب خدا ہے تو مطلوب اُسکا فعل ہے وجوبًا یا استحبابًا اور اگر مبغوض ہے تو مطلوب اُسکا ترک ہے
تحریمًا یا کراہتہً سو یہ حکم دینی شرعی ہوا رہا حکم کونی قدری سو یہ وہ مصائب ہین جنکو اللہ نے
مقدر و مقضی کیا ہے انمین بندہ کی کچھ صنعت نہین ہے بندہ کو اُن آفات و مصائب پر صبر کرنا چاہیے وہی
ہے رضا بالقضا سو وہ واجب ہے یا مستحب غرضکہ مرجع سارے دین کا انھین تین قواعد کی طرف

ٹھیرتا ہے فعل مامور ترک محظور صبر علی المقدور پھر وہ بات جو طرف بندہ کے ہے اُسکا انفکاک بھی اِن تینون امر سے نہین ہوسکتا ہے جبتک کہ بندہ مکلف ہے ہان اگر بندہ سے تکلیف ساقط ہوجاوے تو یہ تینون امر بھی ساقط ہوسکتے ہین والشیخ دائما یحوم حوم هذہ الاصول الثلثة حیث یقول یا بنی افعل المامور واجتنب المحظور واصبر علی المقدور یہ وہی تین چیزین ہین جنکی وصیت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو کی تھی کما قال اللہ تعالی یا بنی اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابك قرانِ کریم مین اِسکے سوا اور بھی آیات ہین جو مشتمل ہین اِن اصولِ سہ گانہ پر جنکے بسط اُنکا رسالہ ادامۃ السکر مین کیا ہے وکلّ موضع قرن فیه التقوی بالصبر اشتمل علی الامور الثلثة فان حقیقة التقوی فعل المامور وترك المحظور والصبر علی المقدور غرضکہ سارے مقامات اسلام وایمان واحسان کے اِنھین اصولِ سہ گانہ کے اِرد گرد پھرتے ہین اور جتنے مدارج عروج ونزول ورد وقبول آخرت کے ہین وہ اِنھین امور ثلثہ کے آس پاس چکّر مارتے ہین جس شخص نے حقائق اِن امور کو معلوم کرلیا ہے اور انپر عامل قائم دائم رہا ہے وہ فائز ہوا اور جس کسی مین جتنا نقصان رہگیا ہے وہ اُسی قدر نازل ومخذول ہوا نعوذ باللہ منہ وقد قال تعالی فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیاة الدنیا الا متاع الغرور وقال تعالی تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین ۵۵

فصل

قال تعالی فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا وما له فی الاخرة من خلاق ومنهم من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار اولئك لهم نصیب مما کسبوا واللہ سریع الحساب پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو

دنیا مین اور نہین ہے اُسکو آخرت مین کچھ حصّہ اور کوئی اُنمین یون کہتا ہے اے رب ہمارے
دے ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ انھین کو ہے
کچھ حصّہ اپنی کمائی کا اللہ جلد لیتا ہے حساب **ف** دعا ایک نوع ہے ذکر کی اللہ نے دعاۃ کو
اِس جگہہ دو قسم ٹھیرایا ہے ایک وہ جو طالب ہے حظِّ دنیا کا اور طرف حظ آخرت کے التفات
نہین رکھتا ہے موضح قرآن مین کہا ہے جنکو رغبت نری دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم
ہین انتہی دوسرا وہ جو طالب ہے دونون امر کا خلاق کہتے ہین نصیب کو یعنی پہلے قسم کے
داعی کا آخرت مین کچھ حصّہ نہوگا اسلیئے کہ ساری فکر اُسکی مقصور ہے دنیا پر وہ ارادہ غیر دنیا کا
نہین رکھتا ہے اور نہ سوا دنیا کے کسی اور شئے کا طالب ہے اِس خبر مین معنی امر نہی کے
یعنی اقتصار علی طلب الدنیا سے منع کیا ہے اور ذم ہے اُس شخص کی جسنے دنیا کو غایت
رغبت و معظم مقصود اپنا ٹھیرایا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے ہلاک ہو بندہ دینار کا
اور بندہ درہم کا اور بندہ لباس کا اگر دیا گیا راضی ہے اور جو نہ دیا گیا تو ناخوش ہی ہلاک ہو
اور سرنگون ہو اور جب کانٹا لگے تو نکالا نہ جاسے اخرجہ البخاری یہ دعا ہے حضرت کی
طالب دنیا پر ساتھ ہلاک کے وفی الباب احادیث کثیرۃ تفسیر ہر دو حسنہ مین اختلاف ہے
کسی نے کہا مراد عافیت و رزق ہے دنیا مین اور نعیم جنت و رضا آخرت مین یا زوجہ حسنا
یہان اور حور عین وہان یا علم و عبادت اِس جگہہ اور جنت اُس جگہہ یا اول سے مراد عمل
صالح ہے اور ثانی سے مغفرت ذنوب پھر کسی نے کہا ہے کہ جسکو اللہ نے اسلام و قرآن
واہل و مال دیا ہے اُسکو دارین مین حسنہ ملا قرطبی نے کہا ہے اکثر اہل علم اِسپر ہین کہ مراد
حسنتین سے نعیم دنیا و آخرت ہے پھر کہا کہ یہی صحیح ہے اِسلیئے کہ لفظ اِن سبکو مقتضی ہے
کیونکہ نکرہ سیاق دعا مین آیا ہے پس محتمل ہے ہر حسنہ کو حسنات مین سے بطور بدل کے اور حسنہ
آخرت کا بالاجماع جنت ہے **ف** انسان چار طرح پر ہوتے ہین ایک وہ ہین جو دنیا و
آخرت دونون جگہہ مین آرام پائینگے اُنھین کی طرف اِس آیت مین اشارہ ہے اللہ تعالی نے

حقمین حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے فرمایاہے وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الآخرۃ
لمن الصالحین اکثر انبیاء مصداق اِسی آیت شریف کی گذرے ہین جیسے داؤد و سلیمان
و موسیٰ علیہم السلام دوسرا وہ شخص ہے جو خاص آخرت کا طالب ہے اُسکو کچھ واسطہ دنیا سے
نہین ہے کما قال تعالیٰ انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار وانہم
عندنا لمن المصطفین الاخیار اکثر رسول خدا کے موصوف ساتھ اِسی صفت فاضلہ
کے تھے خصوصًا زہاد رسل جیسے عیسیٰ و یحییٰ و زکریا علیہم السلام تیسرا وہ شخص ہے جو
مخصوص بطالب دنیا و محظوظ بمال و منال دنیا ہے آخرت کی کچھ پروا نہین کرتا آول آیت
باب مین اِسی طرف اشارہ ہے و نعوذ باللہ منہ چوتھا وہ آدمی ہے جو یہان اور وہان دونون
جگہ محروم و مخذول ہے کما قال تعالیٰ خسر الدنیا والآخرۃ وذلک ہو الخسران المبین
اِن سب اقسام مین اعلیٰ درجہ قسم اوّل کا ہے پھر دوسرا درجہ قسم ثانی کا پس ابن القیم نے
عدۃ الصابرین مین لکھا ہے فد انقسم الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اربعۃ
اقسام قسم لم یریدوا الدنیا ولم تردہم کالصدیق رضی اللہ عنہ ومن سلک سبیلہ وقسم
ارادتہم الدنیا ولم یریدوہا کعمر بن الخطاب ومن سلک سبیلہ وقسم ارادوا
الدنیا وارادتہم الدنیا کخلفاء بنی امیۃ ومن سلک سبیلہم حاشا عمر ابن عبد العزیز فانہ
ارادتہ ولم یردہا وقسم ارادوہا وہی لم تردہم کمن افقر اللہ منہا یدہ واسکنہا فی قلبہ
وامتحنہ بجمعہا ولا یخفی ان خیر الاقسام القسم الاول والثانی لانہ لم یریدہا فالتحق
بالاول انتہی پہلی قسم کا حال یہ ہے س

دنیا اگر دہند نہ جنبم ز جاے خویش		من بستہ ام حنای قناعت بپاے خویش

وکما قیل دنیا بہ نہر طالوت میماند غرفہ ازان حلال است زیادہ حرام س

درین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند		غنیمت ست کہ مارا ہمین بما بخشند

دوسری قسم کا حال یہ ہے س

آمد اندیشۂ دنیا بطلبگار رئے دل		گفتم آن شیفتۂ بے سرو پا حاضر نیست

تیسری قسم کا حال یہ ہے ع

دلت چو میطپید بر اختلاط صحبت دنیا		مبادا بیخبر پیدا کنی زین قحبہ سوزاکے

چوتھی قسم کا حال یہ ہے ع

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہان		آنچہ من درکار دارم اکثرش درکار نیست

قال تعالیٰ فمنھم من امن ومنھم من کفر پھر کوئی انمین لقین لایا اور کوئی منکر ہوا ف یہ آیت دلیل ہے اِسپر کہ ایک تقسیم نوع البشر کی طرف ایمان وکفر کی ہر کوئی انمین مومن ہو لیے اور کوئی متعمد کفر بعد از قیام حجت وقال تعالیٰ ومن یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا ومن یرد ثواب الاخرۃ نوتہ منھا وسنجزی الشاکرین جو کوئی چاہیگا بدلا دنیا کا اُسمین سے دینگے ہم اسکو اور جو کوئی چاہیگا بدلا آخرت کا اُسمین سے دینگے ہم اسکو ہم ثواب دیتے ہین احسان ماننے والون کو ف یعنے جو لوگ اس دین پر ثابت رہینگے انکو دین بھی ملیگا اور دنیا بھی لکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے انتہی ما فی موضح قرآن اس آیت مین اشارہ ہے طرف تقسیم مذکور کے وقال تعالیٰ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ کوئی تم مین چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم مین چاہتا تھا آخرت معلوم ہوا کہ بعض لوگ مسلمانون مین بھی مرید دنیا ہوتے ہین جسطرح کہ بعض دیگر مرید آخرت ہوتے ہین سو جنھون نے لڑائی مین ہمراہ حضرت کے ارادہ دنیا کا کیا تھا اُنپر شکست پڑی تھی قصہ غزوہ احد کا کتب سیر مین لکھا ہے وقال تعالیٰ منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم ساء ما یعملون کچھ لوگ انمین سیدھے ہین اور بہت اُنکے بُرے کام کر رہے ہین ف یہ آیت حق مین یہود ونصاریٰ کے آئی ہے اِسمین مدح بعض مردم وذم اکثرین فرمائی ہے یہ تقسیم ہے اہل کتاب کی طرف دو قسم کی بیچ مین اِس کہتے ہین امت مقتصدہ وہ لوگ ہین جو نہ دین مین تسوکرین اور نہ غلو وقال تعالیٰ وقطعناھم فی الارض امما منھم الصالحون ومنھم

دون ذلك وبلوناهم بالحسنات والسيئات لعلهم يرجعون متفرق کیا ہمنے انکو ملک مین فرقے فرقے بعضے اُنمین نیک ہین اور بعضی اور طرح کے اور آزمایا اُنکو خوبیون مین اور برائیون مین شاید وہ پھر آوین ف موضح قرآن مین کہا ہے یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپسکی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوے یہ احوال اس امت کو سنایا کہ یہ سب کچھ انپر بھی ہوگا حدیث مین فرمایا ہے کہ اس امت مین بعضے بندر وسور ہو جاینگے انتہی اللہ گمراہی سے پناہ دے ابن عباس نے کہا مراد حسنات سے رخا و عافیت ہے اور مراد سیئات سے بلا و عقوبات بسبب ذنب وقال تعالى فمنهم شقي وسعيد فاما الذين شقوا ففي النار لهم فيها زفير وشهيق خالدين فيها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك ان ربك فعال لما يريد واما الذين سعدوا ففي الجنة خلدين فيها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك عطاء غير مجذوذ سو اُنمین کوئی بدبخت ہے اور کوئی نیکبخت سو وہ لوگ جو بدبخت ہین سو آگ مین ہین اُنکو وہان چلانا ہے اور دھاڑنا رہا کرین اُسمین جبتک رہے آسمان وزمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے اور وہ جو نیکبخت ہین سو جنت مین ہین رہا کرین اُسمین جبتک رہے آسمان وزمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا ف یہ تقسیم متعلق دار آخرت ہے کہ وہان دو ہی طرح کے فریق ہونگے ایک شقی دوسرے سعید پھر ہر ایک کا انجام بہی ذکر فرمادیا ہے مراد منہم سے من الانفس یا من اہل الموقف ہے شقی وہ جسپر بدبختی لکھی گئی سعید وہ جسپر نیکبختی لکھی گئی تقدیم شقی کی سعید پر اسلیے ہے کہ مقام مقام تحذیر ہے یا اسلیے کہ شقی اکثر ہونگے اور سعید اقل جب یہ آیت اُتری عمر بن خطاب نے کہا اے رسول خدا ہم کس بات پر عمل کرین شئی مفروغ منہ پر یا غیر مفروغ منہ پر فرمایا بلکہ مفروغ منہ پر جاری ہو چکین قلمین اے عمر لکن ہر شخص کو وہی کام آسان کیا گیا ہے جسکے لیے وہ پیدا ہوا ہے ف یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اہل موقف دو ہی قسم مین اُنکے لیے تیسری قسم نہین ہے ظاہر آیت وحدیث اسی دلیل ہے لکن ایک اور قسم باقی رہگئی وہ مسکوت عنہ ہے جسکے منافی مسکا

برابر ہین یا نہ سیئات ہین نہ حسنات جیسے مجانین و اطفال سو وہ زیر مشیت ہین اُنکے حق مین جو چاہے
وہ حکم دے وقال تعالی و منکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا
یعلم من بعد علم شیئا کسیکو تم مین پورا بھر لیا اور کسیکو تم مین پھیر چلایا نکمی عمر تک تا کہ سمجھ کے
پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے ف یہ تقسیم ہے عمر انسان کی دنیا مین کہ کوئی تو جوان مرتا ہے اور کوئی
بوڑھا خرف ہوکر بعض علماء نے کہا ہے کہ عالم بالکتاب والحدیث گو معمر ہو جاوے لکن خرف
نہین ہوتا حدیث مین استعاذہ کرنا حضرت کا ارذل عمر سے آیا ہے مفسرین کہتے ہین مراد
وفات سے اِس جگہ موت قبل بلوغ اشد کے ہے اور مراد ارذل عمر سے اخس وادون
عمر ہے جسکو ہرم و خرف کہتے ہین علی نے کہا ہے یعنی ۷۵ سال اور بعض نے کہا ہے اسی سال
قتادہ نے کہا نوے برس یہانتک کہ پھر وہ کچھ نہین سمجھتا بوجھتا یعنی پہلے وہ عالم بالاشیاء
تھا اور فہم رکھتا تھا اب بے علم و فہم ہوگیا مانند ہیئت اولی کے جسطرح کہ زمان طفولیت مین تھا
بسبب سخافت رائے و قلت فقہ و علم و فہم کے جو جانتا تھا وہ بھول گیا جو پہچانتا تھا اُسکا
انکار کرنے لگا و مثلہ قولہ تعالی لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم
رددناہ اسفل سافلین و قولہ و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق عکرمہ نے کہا من قرء القرآن
لم یصر بھذہ الحالة یعنے یہ رد و نکس خاص ساتھ غیر قرار قران و علما کے ہے بلکہ انکی
عمر تو جتنی زیادہ ہوتی ہے اُتنی ہی انکی عقل بڑھ جاتی ہے یہ ارذل نہین ہوتی و قال تعالی
و من الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمأن بہ و ان اصابتہ فتنة انقلب علی
وجھہ خسر الدنیا والاخرة وذلک ھو الخسران المبین بعضا آدمی بندگی کرتا ہے اللہ
کے کنارے پر پھر اگر ملگئی اسکو بھلائی چین پکڑا اُسپر اور اگر ملگئی اسکو جانچ پھر گیا اُلٹا اپنے
مُنھ پر گنوائی دنیا و آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح ف یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے
اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے اُدھر دنیا گئی اِدھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی
اِسطرف ہے نہ اُسطرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکلجاوے

مفسرین نے کہا ہے مراد عبادت علی حرفٍ سے تزلزل ہے یعنے بغیر یقین لانے کے وعدہ و
وعید خدا پر عابد ہے بخلاف مومن کے کہ وہ اللہ کی عبادت یقین و بصیرت پر کرتا ہے خیر سے
مراد درخا وصحت و عافیت وسلامت وخصب وکثرت مال ہے اگر یہ اشیا حاصل ہوئی تو
دین پر ثابت رہتا ہے اور عبادت پر استمرار کرتا ہے اور اگر کوئی مکروہ اہل مال نفس معیشت
مین پہونچا جیسے جدب و مرض وسائر محن تو جھٹ پٹ مرتد ہوگیا اُسی اگلے کفر پر آگیا ایسا آدمی
دارین مین خاسر ہوتا ہے وقال تعالی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه
فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا ایمان والون مین کتنے مرد ہین
کہ سچ کر دکھایا اُنہون نے وہ امر جسپر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے اُنمین کہ پورا کر چکا
وہ اپنا ذمہ اور کوئی ہے اُنمین کہ راہ دیکھتا ہے بدلا نہین ایک ذرہ **ف** موضح قران
مین ہے ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی مین جان دے چکا جیسے شہداے بدر و احد اور راہ دیکھتے
اور اصحاب مین جو جہاد پر مستعد ہین موت کی راہ دیکھتے ہین لکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ
اُنمین سے ہین جو شہید ہو چکے انتہی یہ تقسیم ہے اہل جہاد فی سبیل اللہ کی کہ وہ دو طرح کے ہوتے ہین
ایک شہدا دوسرے غزاۃ منتظرین مین سے ایک انس بن نضر تھے جو دن اُحد کے شہید
ہوئے یہ پہلے ہی سے مرنے پر مستعد پھرتے تھے حدیث احمد و مسلم و ترمذی مین اِنکا قصہ
آیا ہے عثمان بن عفان و زبیر و طلحہ بھی انھین مین سے تھے قال تعالی ثم اورثنا الکتاب
الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات
باذن الله ذلك هو الفضل الکبیر پھر ہمنے وارث کیے کتاب کے وہ لوگ جو چن لیے ہمنے
اپنے بندون مین سے پھر کوئی اُنمین برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی اُنمین ہے بیچ کی چال پر
اور کوئی اُنمین ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیان اللہ کے حکم سے یہی ہے بزرگی بڑی
ف موضح قرآن مین کہا ہے یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئی ایک اور چنے بندے
ہین یعنی یہ امت اُنمین تین درجے بتائے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلی سبکو گنتا

چنے بندون مین امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہون رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اسکے یہان کمی نہین ہے انتہی فتح البیان کا بیان خاتمہ یہ ہے کہ جن لوگون کو اللہ نے واسطے وراثت کتاب کے اپنے بندون مین سے چنا ہے وہ تین قسم ہین قید باذن اللہ تنبیہ ہے عزت منالی صعوبت ماخذ اس درجہ پر بہت سے اہل علم اس آیت کو مشکل بتاتے ہین اسلیے کہ ظالم لنفسہ کو اس تقسیم مین داخل کیا ہے وہ کسطرح چنے بندون مین ہوسکیگا اسپر کسی نے کہا کہ یہ تقسیم راجع ہے طرف عباد کے کہ انکی تین قسمین ہین ایک ظالم لنفسہ وہ کافر ہوتا ہے کسی نے کہا مراد ظالم لنفسہ سے مقصر فی العمل ہے اُسکے حق مین امر اللہ مرجو ہے اور کچھ وارث کتاب ہونے سے رعایت اُسکے حق کی ضرورت نہین ہے **لقوله فخلف** من بعدهم خلف ورثوا الکتاب لکن اس قول مین نظر ہے اسلیئے کہ ظلم نفس مناسب اصطفا کے نہین ہے بعض نے کہا ہے مراد عامل صغائر ہے عمر وعثمان وابن مسعود وابوالدردا وعائشہ کا قول یہی ہے وهذا هو الراجح کیونکہ عمل صغائر کچھ منافی اصطفا کو نہین پہنچتا ہے اور نہ دخول جنت سے ہمراہ داخلین کے مانع ہوتا ہے اُسکو ظالم اسی لیے کہا ہے کہ وہ بسبب عمل صغائر کے ثواب مین گھٹ گیا اگر بجاے ان صغائر کے طاعت بجالاتا تو حظ عظیم اجر جزیل پاتا بعض نے کہا ہے ظالم لنفسہ صاحب کبائر ہے منشا اشکال کا یہ ہے کہ ظالم منجملہ وارثین کے ٹھہرے کہ وہ علما ہین اور اگر وراثت واسطے ساری امت کے ٹھیرائی جاے تو پھر کچھ اشکال نہین ہے اسلیے کہ امت مین وجود ظالم لنفسہ کا یقینی ہے سو یہ کچھ منافی اصطفا کے نہین ہوسکتا ہے کیونکہ یہ امت اور امتون پر افضل ہے پھر سلف کا اختلاف اسمین ہے کہ سابق و مقتصد سے کون لوگ مراد ہین عکرمہ وقتادہ وضحاک نے کہا ہے مقتصد مومن عاصی ہے اور سابق مومن تقی علی الاطلاق فراء کا بھی یہی قول ہے مجاہد نے کہا ظالم لنفسہ اصحاب مشأمہ ہین اور مقتصد اصحاب میمنہ اور سابق وہ جو سارے لوگون سے

آگے بڑھ گئے ہین مبرد نے کہا مقتصد وہ ہے جسنے دنیا کو حق دنیا کا اور آخرت کو حق آخرت کا دیا ہے حسن نے کہا ظالم وہ ہے جسکے سیات راجح ہین حسنات پر مقتصد وہ ہے جسکے حسنات وسیات برابر ہین سابق وہ ہے جسکے حسنات راجح ہین سیات پر مقاتل نے کہا ظالم اصحاب کبائر ہین اہل توحید سے مقتصد وہ ہین جنسے کبیرہ نہین ہوا ہے سابق وہ ہین جنھون نے سبقت کی ہے طرف اعمال صالحہ کے نحاس نے ذکر کیا ہے کہ ظالم صاحب کبیرہ ہے اور مقتصد وہ ہے جو مستحق جنت کا نہین ہے بسبب عدم زیادت حسنات علی السیات کے جنت واسطے سابق کے ہے پھر اسکو ایک جماعت صاحب نظر کا قول ٹھیرایا ہے ضحاک نے کہا فمنھم ای من ذریتھم ظالم لنفسہ سہل بن عبداللہ نے کہا ہے سابق عالم ہے مقتصد متعلم ہے ظالم لنفسہ جاہل ہے ذوالنون مصری نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو ذاکر خدا ہے فقط زبان سے مقتصد وہ ہے جو ذاکر خدا بالقلب ہے سابق وہ ہے جو اسکو فراموش نہین کرتا انطاکی نے کہا ظالم صاحب اقوال ہے مقتصد صاحب افعال ہے سابق صاحب احوال ہے ابن عطا نے کہا ظالم وہ ہے جو اللہ کو دنیا کے سبب سے دوست رکھتا ہے مقتصد وہ ہے جو اللہ کو عقبی کے سبب سے دوست رکھتا ہے سابق وہ ہے جسنے اپنی مراد سامنے مراد حق کے ساقط کر دی ہے بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے بخوف نار مقتصد وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے بطمع جنت سابق وہ ہے جو کہ عابد لا بسبب ہے کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو اپنے نفس کا محب ہے مقتصد وہ ہے جو اپنے دین کا محب ہے سابق وہ ہے جو اپنے رب کا محب ہے بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو انتصاف کرتا ہے نہ انصاف مقتصد وہ ہے جو انصاف و انتصاف دونون کرتا ہے سابق وہ ہے جو انصاف کرتا ہے نہ انتصاف کسی نے کہا ظالم مرجا لامر اللہ ہے مقتصد خالط عمل صالح وسیی نسفی نے کہا ھذا التاویل یوافق التنزیل فانہ تعالی قال والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار الایہ وقال بعدہ واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا واخر سیئا وقال بعدہ واخرون مرجون لامر اللہ انتھی ربیع بن انس نے کہا ہے ظالم صاحب

کبائر ہے مقتصد صاحب صغائر ہے سابق مجتنب کبائر و صغائر ہے حکایت ابو یوسف سے
سوال اس آیت کا کیا تھا کہا یہ سب مومنین ہین صفت کفار کی بعد اسکے بیان فرمائی ہے
وھو قولہ والذین کفروا لھم نار جھنم رہے یہ طبقات ثلاث سو یہ منتخب ہین جملہ عباد سے
اور اہل ایمان ہین اسی پر جمہور ہین بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جسکا ظاہر باطن سے بہتر ہے
مقتصد وہ ہے جسکا ظاہر و باطن یکسان ہے سابق وہ ہے جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہے
کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو تالی قران ہے لیکن اُسپر عمل نہین کرتا ہے مقتصد وہ ہے جو
تالی و عالم بالقران ہے سابق وہ ہے جو قاری قرآن و عالم و عامل بالکتاب ہے ثعلبی نے
اِس آیت کی تفسیر مین اقوال کثیرہ ذکر کیے ہین اسمین کچھ شک نہین ہے کہ معانی لغویہ
اِن ہر سہ الفاظ کے معروف ہین جب نفس کو محروم حظ سے کیا اور خیر فوت ہو گئی
تو اُسپر ظالم لنفسہ صادق آتا ہے تارک استکثار طاعات کا ظالم نفس ہے باعتبار فوت
ثواب کے اگرچہ قائم بواجب تارک منہی عنہ ہو پس وہ اِس حیثیت سے منجملہ مصطفین و اہل جنت
کے ہو سکتا ہے فلا اشکال فی الآیۃ اِسی جگہ سے یہ قول آدم علیہ السلام کا ہے
ربنا ظلمنا انفسنا اور قول یونس علیہ السلام کا انی کنت من الظالمین
معنی مقتصد کے یہ ہین کہ متوسط الحال ہے امر دین مین مائل طرف افراط و تفریط کے
نہین ہے سو یہ بھی جنتی ہے سابق وہ ہے جو امور دین مین اپنے غیر پر سبقت لیگیا ہے
یہ اِن تینون مین بہتر ہے وجہ ترتیب طبقات کی یہ ہے کہ ظالم بہت ہین اور مقتصد نسبت
اُنکے کم ہین اور سابق اُنسے بھی کم ہین اسلیے اکثر کو قلیل پر اور قلیل کو اقل قلیل پر مقدم کیا ہے کسی نے کہا
اوّل احوال معصیت ہے پھر توبہ پھر استقامت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے ابتدا
بظالم اسلیے کی کہ تقرب الی اللہ بغیر کرم الٰہی کے نہین ہو سکتا ہے اور ظلم مؤثر فی الاصطفا
نہین ہوتا پھر ذکر مقتصد کا کیا کیونکہ یہ درمیان خوف و رجا کے ہے پھر سابق پر ختم کیا تاکہ کوئی مکر
خدا سے امن مین نہ رہے وکلھم فی الجنۃ ابن عباس نے کہا ہے مراد امت محمدؐ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جنکو اللہ نے وارث کتاب کا کیا ہے ظالم انکا مغفور ہے
مقتصد محاسب بحساب یسیر ہے سابق داخل جنت بغیر حساب ہے ابو سعید خدری
کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے یہ سب ایک درجہ مین ہونگے اور سب جنت مین جائینگے
لکن اس حدیث کی سند مین دو مرد مجہول ہین اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ وغیرہما
ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے سابقین وہ ہین جو داخل جنت ہونگے بغیر حساب کے مقتصدین
وہ ہین جنکا حساب یسیر ہو گا ظالمین وہ ہین جو طول محشر مین محبوس رہینگے اللہ انکی تلافی اپنی
رحمت سے کریگا وہ کہینگے الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن رواہ احمد وابن ابی حاتم
والطبرانی والحاکم وغیرھم بیہقی نے کہا اذا کثرت روایات
فی حدیث ظہر ان للحدیث اصلا انتہی اسناد احمد مین محمد بن اسحق ہین
اور سند ابن ابی حاتم مین ایک مرد مجہول ہے عوف بن مالک رفعاً کہتے ہین میری
امت تین ثلث ہو گی ایک ثلث تو جنت مین بلا حساب جائیگا دوسرے ثلث کا حساب
یسیر ہو گا پھر وہ داخل جنت ہو گا تیسرا ثلث آزمایا جائیگا پھر فرشتے آکر کہینگے ہمنے انکو
پایا تھا کہ وہ لا الہ الا اللہ وحدہ کہتے تھے اللہ فرمائیگا انکو بسبب اس قول کے جنت
مین داخل کرو انکے خطایا اہل تکذیب پر ڈالو الحدیث ابن کثیر نے اس حدیث کو غریب
کہا ہے یہ احادیث مقوی یکدیگر ہین انسے یہ قول کہ مراد ظالم سے کافر ہے دفع ہو جاتا ہے
اسامہ بن زید نے رفعاً کہا ہے کلھم من ھذہ الامۃ وکلھم
فی الجنۃ رواہ الطبرانی وابن مردویہ والبیھقی فی البعث عقبہ
بن صہبان کہتے ہین مین نے عائشہ سے کہا بھلا اس آیت کا تو حال کہو کہا سابق وہ ہے
جو حضرت کی حیات مین گذر گیا اور حضرت نے اسکے لیے شہادت جنت کی دی مقتصد وہ ہے
جو تابع انکے آثار کا ہوا ہے اور انکا سا عمل کیا ہے یہانتک کہ انکے ساتھ جا ملا ظالم مثل میرے
اور تیرے ہے اور جو ہمارا تابع ہے وکل فی الجنۃ رواہ الطیالسی وعبد بن حمید

والطبرانی وغیرہم ابن مسعود کہتے ہین یہ تین ثلث ہین دن قیامت کے ایک ثلث بےحساب جنت
مین جائیگا ایک ثلث کا حساب یسیر ہوگا ایک ثلث ذنوب عظام لیکر آئیگا لکن انھون نے
شرک نہ کیا ہوگا اللہ تعالی فرمائیگا داخل کرو انکو میری سعت رحمت مین پھر یہ آیت پڑھی
مین کہتا ہون اللھم مغفرتك اوسع من ذنوبنا ورحمتك ارجی عندنا من
اعمالنا عمر ابن خطاب جب اس آیت پر گذرتے کہتے الا ان سابقنا سابق ومقتصدنا
ناج وظالمنا مغفور لھم واخرجہ البیھقی وابن النجار مرفوعاً ابن عباس نے کہا
سابق جنت مین بغیر حساب کے جائیگا اور مقتصد رحمت خدا سے داخل ہوگا اور ظالم صاحب
اعراف ہے شفاعت سے جنت مین جائیگا عثمان بن عفان نے کہا سابق ہمارے اہل جہاد ہین اور
مقتصد اہل حضر اور ظالم اہل بدو براء بن عازب نے کہا اشھد علی اللہ انہ یدخلھم
الجنۃ جمیعاً اور براء نے یون کہا ہے حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر یہ فرمایا ہے
کلھم ناج وھی فی ھذہ الامۃ ابن عباس نے کہا ہے یہ آیت مثل آیت سورہ
واقعہ کے ہے اصحاب المیمنۃ واصحاب المشأمۃ سابقین دو صنف ہین دونون
ناجی ہین تیسرا صنف ہالک ہے وہ کافر ہے مقتصد اصحاب یمین ہین لکن یہ روایت اسکے
مطابق ظاہر نظم قرآنی کے نہین ہے اور نہ موافق روایات صحیحہ حدیث واقوال جماعہ
صحابہ کے بلکہ خود انسے ناجی ہونا ظالم لنفسہ کا آیا ہے سو وہی قول راجح ہے۔
حکایت ابن عباس نے کعب سے سوال اس آیت کا کیا تھا کہا نجوا کلھم
پر کہا تحاکت مناکبھم ورب الکعبۃ ثم اعطوا الفضل باعمالھم
جنات عدن یدخلونھا کی ضمیر راجع ہے طرف اصناف ثلثہ کا نہ کے کوئی وجہ قصر کی
صنف اخیر پر نہین ہے لکن ان ہر ثلث صنف کا ناجی ہونا مشروط ہے ساتھ عدم شرک
باللہ کے شرک کے ستر دروازے ہین ان سب سے بچگیا اور سرے کبائر لیکر آیا تو توقع
نجات کی ہے اور اگر ہمراہ ایک باب شرک کی جہان بھر کی طاعت لایا تو کچھ نفع نہین

ہالک ہوا اللہم غفرا وقال تعالی فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر
ایک فرقہ بہشت مین ہے اور ایک فرقہ آگ مین ف یہ ذکر ہے دن قیامت کا کہ وہان
اول مجمع خلایق کا ہوگا پھر بعد فیصلہ کے لوگ دو فرقے ہو جاوینگے ایک جنتی ایک ناری
لو پرانا جھگڑا چک گیا مقدمہ ختم ہوا ع قضیۃ المدۃ الطولی قد انفصلت
ابن عمر کہتے ہین حضرت پیمبر نکلے ہاتھ مین دو کتابین تھین کہا تم جانتے ہو کہ یہ دونون
کتابین کیا ہین ہمنے کہا نہین آپ ہی ہمکو بتائین جو کتاب داہنے ہات مین تھی اسکو کہا کہ
یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل جنت و نام آبا و قبائل اہل جنت پھر
اجمال کر دیا گیا اُنکے آخر مین یعنی مہر لگ گئی اب نہ کوئی اُنہین بڑھے نہ گھٹے پھر اُس کتاب کو
جو بائین ہاتھ مین تھی کہا یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل نار و اسماے
آبا و قبائل اہل نار اُنکے آخر پر اجمال کیا گیا ہے اب نہ کوئی بڑھے نہ گھٹے صحابہ نے کہا پھر عمل
کرنا کیون ہے اے رسول خدا اگر کام سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا تم تو سیدھے چلو
نزدیکی حاصل کرو اسلیے کہ خاتمہ جنت والے کا عمل اہل جنت پر ہوتا ہے گو وہ کیسا ہی عمل
کیون نہ کرے اور خاتمہ نار والے کا عمل اہل نار پر ہوتا ہے گو وہ کوئی سا عمل کیون نہ کرے
پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے اُن دونون کتابون کو چھوڑ دیا پھر فرمایا فارغ ہوا رب
تمھارا بندون سے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر رواہ احمد والنسائی
وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والترمذی وقال ھذا حدیث حسن
صحیح غریب قال تعالی وللہ ما فی السموت وما فی الارض لیجزی الذین اساؤا
بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی الذین یجتنبون کبائر الاثم
والفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانون مین
اور زمین مین تا وہ بدلا دیوے بُرائی والون کو اُنکے کیے کا اور بدلا دے بھلائی والونکو
بھلائی کا جو لوگ بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی کے کامون سے مگر کچھ

آلودگی بیشک تیرے رب کی بخشش مین سمائی ہے ف اساءت سے مراد شرک ہے اور حسنی سے مراد توحید و طاعات ہین کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے وعید نار کی فرمائی ہے یا اسکے فاعل کی ذم کی یا اسکو نار پر ختم کیا ہے فاحشہ ہر وہ گناہ ہے جسمین حد آئی ہے جیسے زنا اغلام لمم سے مراد ذنب قلیل و گناہ صغیر ہے جیسے قبلہ غمزہ نظرہ یا وہ گناہ جس سے آدمی توبہ کر لیتا ہے ومنہ سہ

ان تغفر اللھم تغفر جمًّا	وای عبدٍ لک لا المّا

یا مراد گناہ جاہلیت ہے جسکا مواخذہ اسلام مین نہین ہوتا ہے یا کوئی ایسا گناہ ہو گیا ہے کہ جسکی عادت نہ تھی صحیحین مین ابن عباس سے آیا ہے ما رایت شیئًا اشبہ باللمم مما قال ابوھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ کتب علی ابن آدم حظہ من الزنا ادرک ذلک لا محالۃ فزنا العین النظر وزنا اللسان النطق والنفس تمنی وتشتہی والفرج یصدق ذلک او یکذبہ ابن مسعود نے تفسیر لمم مین کہا ہے زنا الشفتین التقبیل وزنا الیدین البطش وزنا الرجلین المشی فان تقدم بفرجہ کان زانیا والا فھو اللمم ابن عباس نے کہا ہے اللمم کل شی بین الحدین حد الدنیا وحد الآخرۃ بہرحال یہ آیت دلیل ہے تقسیم جزاء اعمال پر پھر یہ جو فرمایا کہ تیرا رب واسع المغفرہ ہے سو کرخی نے کہا ہے کہ یہ اسلیئے ہے کہ صاحب کبیرہ رحمت الٰہی سے مایوس نہو اور یہ وہم نہ کرے کہ اللہ پر عقاب کرنا اسکا واجب ہے بعض نے کہا ہے کہ اصرار صغیرہ پر کبیرہ ہوتا ہے اور اصرار کبیرہ کفر ہے لکن تحقیق یہ ہے کہ اصرار صغیرہ پر صغیرہ ہے اور اصرار کبیرہ پر کبیرہ ہے وقال تعالی وکنتم ازواجا ثلثۃ فاصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ واصحاب المشامۃ ما اصحاب المشامۃ والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین تم ہو جاؤ تین قسم

داہنے والے کیسے داہنے والے بائین والے کیسے بائین والے اور آگے والے کیسے آگے والے وہ لوگ ہین پاس والے باغون مین نعمت کے انبوہ ہے پہلادن مین تھوڑے ہین پچھلون مین **ف** پہلے کہا پہلی امتون کو اور پچھلی یہ امت یا پہلے پچھلے اس امت کے یعنے اعلی درجہ کے لوگ پہلے بہت ہوچکے ہین پیچھے کم ہوتے ہین کذا فی موضح قرآن

ف یہ خطاب ہے امت حاضرہ کو اور امم سابقہ کو تغلیبًا یا فقط حاضرہ کو ہے مطلب یہ کہ لوگ اُس دن تین صنف ہونگے دو جنت مین ایک نار مین ہر صنف مشاکل صنف دیگر کے ہوگا ابن عباس نے کہا ہے مراد ازواج ثلثہ سے وہی اصناف ثلثہ ہین یعنے فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات اصحاب میمنہ سے مراد وہ لوگ ہین جنکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ مین ملیگا اور جانب یمین سے اُنکو جنت مین لیجائینگے اصحاب مشامہ وہ لوگ ہین جنکو بائین طرف سے طرف نار کے لیجائینگے اور اُنکو بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال دیا جائیگا مراد تعجب مین ڈالنا سامع کا ہے حال سے اِن دونون فریق کی فخامت و فظاعت مین گویا یہ بات کہی ہے کہ اصحاب میمنہ نہایت سعادت و غایت حسن حال مین ہونگے اور اصحاب مشامہ نہایت شقاوت و غایت سوء حال مین سدی نے کہا اصحاب میمنہ وہ ہین جو یمین آدم پر تھے جبکہ ذریت کو اُنکے صُلب سے نکالا تھا اور اصحاب مشامہ وہ ہین جو کہ شمال آدم پر تھے ابن جریج نے کہا ہے اصحاب اصحاب حسنات ہین اصحاب مشامہ اصحاب سیئات ہین حسن و ربیع نے بھی اسی کے لگ بھگ کہا ہے تبرد کا لفظ یہ ہے اول اصحاب تقدم ہین ثانی اصحاب تاخر کسی نے کہا مراد اصحاب منزلت سنیۂ رفیعہ و اصحاب منزلت دنیۂ خسیسہ ہین حدیث معاذ بن جبل مین آیا ہے کہ حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر دونون مٹھیان بند کرکے فرمایا هذه في الجنة ولا ابالي وهذه في النار ولا ابالي اخرجه احمد تکرار لفظ سابقین کی واسطے تفخیم و تعظیم کے ہے حسن و قتادہ نے کہا ہے مراد سابقین الی الایمان ہین ہر امت سے وقت ظہور حق کے بغیر

ثلثم وتوانی محمد بن کعب نے کہا ہے مراد انبیا ہین ابن سیرین نے کہا ہے یہ وہ لوگ ہین
جنھون نے طرف قبلتین کے نماز پڑھی ہے یا وہ لوگ ہین جو حیازت فضائل و کمالات مین
سابق ہوے یا وہ لوگ ہین جو سابق ہین طرف نماز پنجگانہ کے یا شتاب کار ہین خیرات مین
مجاہد نے کہا مراد سبق الی الجہاد ہے ضحاک وسعید بن جبیر نے کہا ہے مراد سابق طرف توبہ
واعمال کیے ہین زجاج نے کہا مراد سابق الی طاعت اللہ ہین یہی لوگ سابق الی رحمۃ اللہ
بھی ہونگے ابن عباس نے کہا سابقین یوشع بن نون ہین طرف موسیٰ علیہ السلام کے اور
مومن آل یاسین طرف عیسیٰ علیہ السلام کے اور علی ابن ابی طالبؑ طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ یہ آیت حقمین حزقیل و مومن آل فرعون و حبیب نجار
وعلی بن ابیطالب کے اُتری ہے انمین ہر شخص سابق امت تھا حدیث عایشہ مین آیا ہے حضرت نے
فرمایا تم جانتے ہو کہ سابقین دن قیامت کو طرف سایہ خدا کے کون لوگ کہا اللہ و رسول
جانین فرمایا وہ لوگ ہین کہ جب دیے جائین حق تو قبول کرین اسکو اور جب سوال کیے جائین
تو بذل کرین اور حکم کرین واسطے لوگون کے جیسے کہ اپنی جان پر حکم کرتے ہین اخرجہ احمد
ثلہ کہتے ہین جماعت غیر محصور العدد کو مراد اولین سے امم سابقہ ہین آدم سے تا خاتم
علیہما السلام آخرین سے مراد یہ امت ہے انکو قلیل بہ نسبت امم ماقبل کے کہا ہے کیونکہ
وہ بسبب کثرت انبیا کے کثیر تھے حسن نے کہا مراد اکثر سے ہماری سابقین ہین زجاج نے کہا
جن لوگون نے سارے انبیا کو دیکھا تھا اور انکی تصدیق کی تھی وہ اکثر ہین اُن لوگون سے
جنھون نے فقط ہمارے حضرت کو دیکھا ہے حدیث صحیح مین جو یون آیا ہے انی لارجو ان
تکونوا نصف اہل الجنۃ سو وہ کچھ خلاف اس آیت کے نہین ہے اسلیے کہ یہ قول فقط تفضیل
سابقین کے لیے ہے جسطرح کہ ذکر ین اصحاب یمین کے آیا ہے ثلۃ من الاولین وثلۃ
من الاخرین ہو سکتا ہے کہ اصحاب یمین اس امت کے اصحاب یمین امم دیگر سے اکثر
ہون پس جبکہ قلیل سابقین اس امت کے اور ایک ثلہ اصحاب یمین کا اس امت سے مجتمع ہوگا

تو وہ نصف اہل جنت ہوجائینگے اور مقابلہ درمیان دو ثلث اصحاب یمین کے کچھ مستلزم استواء ہر دو ثلث کو نہین ہے کیونکہ کہہ سکتے ہین کہ یہ ثلہ اُس ثلہ سے اکثر ہے جسطرح کہ یہ کہتے ہین کہ یہ جماعت اُس جماعت سے یا یہ فرقہ اُس فرقہ سے اکثر ہے واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود و طلح منضود و ظل ممدود و ماء مسکوب لے قولہ ثلة من الاولین و ثلة من الاخرین داہنے والے کیسے داہنے والے بیری کے درختون مین لدے ہوے کیلے تہ پر تہ چھانون لنبے پانی بہایا انبوہ ہے پہلون مین اور انبوہ پچھلون مین ابو العالیہ و مجاہد و عطاء ضحاک نے کہا مراد اولین و آخرین اس امت کے ہین ابو بکرہ کا لفظ رفعًا یہ ہے جمیعہا من ھذہ الامة اخرجه الطبرانی بسند حسن و مسدد و ابن المنذر وعنه هما جمیعا من ھذہ الامة ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے هما جمیعًا من امتی اخرجه عبد بن حمید و ابن عدی و الفریابی وغیرهم قال السیوطی بسند ضعیف وعنه قال الثلتان جمیعًا من ھذہ الامة وبه قال ابو العالیه و عطاء و الضحاک وھو اختیار الزجاج انتهی واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال فی سموم و حمیم و ظل من یحموم لا بارد ولا کریم بائین والے کیسے بائین والے آنچ کی بھاپ مین اور جلتے پانی مین چھانون مین دھوین کی نہ ٹھنڈی اور نہ عزت کی **ف** موضح قرآن مین کہا ہے داہنا اور بایان یہ کہ کاغذ اعمال کا جسکے داہنے مین آیا تو وہ بہشتی اور جسکے بائین مین آیا تو وہ دوزخی انتہی یہ آیت سورہ واقعہ کی ہے اسمین تین ازواج بیان فرمائے ہر زوج کا انجام نیک و بد سمجھایا آیت دلیل ہے اسبات پر کہ دو زوج یعنے اصحاب میمنہ و سابقین اہل جنت ہونگے اور ایک زوج یعنے اصحاب مشأمہ دوزخی ہوگا مراد اس زوج سے کفار ہین اور دو زوج اول سے مومنین اس دلیل سے کہ بذیل ذکر اصحاب شمال یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ انکار بعث کا کرتے تھے سو یہ صفت اہل کفر کی ہے نہ اہل ایمان کی رہے موحدین عاصین سو اللہ سے امید ہے کہ وہ زمرۂ اصحاب یمین مین ہونگے

گو بعد اللتیا والتی مغفور ٹھیرین واللہ اعلم اسی لیے آخر سورت مین ارشاد کیا ہے فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم واما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین واما ان کان من المکذبین فنزل من حمیم وتصلیة جحیم ان ھذا لھو حق الیقین فسبح باسم ربک العظیم سو اگر ہوا وہ پاس والون مین تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ ہے نعمت کا اور اگر ہوا وہ داہنے والون مین تو سلامتی پہونچی تجکو داہنے والون سے یعنی تو اُنکی طرف سے خاطر جمع رکھ اور جو ہوا وہ جھٹلانے والو بہکون مین تو مہمانی ہے جلتا پانی اور پیٹھانا ہے آگ مین بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ہے انتہیٰ قال تعالی ومن یطع اللہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٓئک رفیقا جو لوگ حکم مین چلتے ہین اللہ کے اور رسول کے سو اُنکے ساتھ ہین جنکو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور شہید اور نیکبخت اور خوب ہے اُنکی رفاقت ف نبی وہ لوگ جنکو اللہ کی طرف سے وحی آوے یعنی فرشتہ ظاہر مین پیغام کہجاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی مین آوے اسکا جی آپ ہی اُسپر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اُسپر جان دیتے ہین اور نیکبخت وہ جنکی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہین لیکن حکمبرداری مین لگے جاتے ہین اللہ انکو بھی اُنکے ساتھ گنے گا انتہیٰ

شنیدم کہ در روز امید وبیم	بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

اس آیت مین چار درجے اعلی مومنین کے بیان فرمائے پانچوان درجہ مطیعین کا رکھا ہے ہر درجہ مابعد کے درجے سے اعلی ہے صدیقین کہتے ہین فضلاء اتباع انبیا کو شہداء وہ ہین جو راہ خدا مین بصدق طویت وخلوص نیت درجۂ شہادت کو پہونچے ہین جیسے

شہداے اُحد و بدر و غیرہم صالحین سے مراد اہل اعمال صالحہ ہین کسی نے کہا مراد
نبیین سے حضرت ہین اور مراد صدیقین سے ابوبکرؓ اور شہدا سے عمرؓ اور صلحا سے
عثمان و علیؓ و سائر صحابہ ولکن عموم اولی ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے نہین ہے پھر ان
سبکو رفیق حسن فرمایا ہے مراد رفاقت سے مصاحبت ہے یعنی انکی ہمنشینی واسطے اہل
طاعت کے اچھی رفاقت ہے عائشہ کہتی ہین ایک آدمی نے آکر کہا اے رسول خدا تم مجکو
میری جان سے زیادہ دوست تر ہو اور میری اولاد سے زیادہ تر مجکو محبوب ہو مین
گھر مین ہوتا ہون تو تمکو یاد کرتا ہون مجھسے صبر نہین ہوتا یہانتک کہ مین آکر آپکو آنکھ سے
دیکھتا ہون اور جب اپنی اور آپکی موت یاد کرتا ہون تو جانتا ہون کہ آپ جب بہشت مین
جائینگے تو ہمراہ انبیاء کے بلند جگہہ مین ہونگے اور مین اگر بہشت مین گیا تو مجھے ڈر ہے کہ مین
آپکو نہ دیکھون حضرت نے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لیکر
اُترے اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ والضیاء المقدسی
وحسنہ دوسری روایت مین آیا ہے کہ یہ آیت حقمین ثوبان مولی رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اُتری ہے وہ شدید الحب تھے ساتھ حضرت کے قلیل الصبر تھے آپسے ؀

الصبر یحمد فی المواطن کلھا	الا علیک فانہ لا یحمد

انس کہتے ہین ایک آدمی نے حضرت سے سوال کیا قیامت کب ہے فرمایا تو نے کیا طیاری
واسطے اُسکے کی ہے کہا کچھ بھی نہین اتنی بات ہے کہ مین اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہون
فرمایا انت مع من احببت انس کہتے ہین فما فرحنا بشیٔ اشد فرحا بقول النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انت مع من احببت پھر انس نے کہا فانا احب النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وابابکر وعمر وارجوان اکون معھم بحبی ایاھم وان لم اعمل
باعمالھم اخرجہ الشیخان ؀

ومن مذھبی حب النبی وصحبہ	وللناس فیما یعشقون مذاھب

اللّٰھم امتنا علی حبک وحب نبیک وحب صحبہ والہ ومن علی منوالہ امین

فصل ۲

شرح کرنا عالم ملکوت کا اس عالم ملک مین بغیر اسکے متصور نہین ہے کہ قالب مثال مین
یہ مضمون ادا کیا جاے ولہذا اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتلک الامثال نضربھا
للناس ومایعقلھا الا العالمون یہ اسلیے ہے کہ عالم ملک یعنی دنیا بہ نسبت عالم ملکوت یعنی
آخرت کے خواب ہے ولہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الناس نیام
فاذا ماتوا انتبھوا لوگ سوتے ہین جب مرینگے تب جاگینگے جو بات بیداری مین ہوتی ہے
اُسکا بیان خواب مین بغیر اِسکے نہین ہو سکتا ہے کہ ایک مثال محتاج تعبیر مین ذکر کیجاے اسیطرح
جو چیز بیداری آخرت مین ہے اُسکا بیان خواب دنیا مین نہین ہو سکتا ہے مگر ساتھ کثرت
امثال کے مراد کثرت امثال سے وہ چیز ہے جو علم تعبیر سے پہچانی جاتی ہے اس جگہ ہم تین
مثالین حکایۃ لکھتے ہین انشاء اللہ تعالی وہ کافی ہونگی **حکایت** ایک آدمی نے آکر ابن سیرین سے
کہا تھا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین لوگون کے مُنھ اور عورتون کی شرمگاہون پر مہر لگاتا
ہون کہا تو موذن ہے رمضان مین قبل طلوع فجر کے اذان دیتا ہے کہا سچ ہے یہ ایک
مثال ہوئی **حکایت** دوسرے آدمی نے آکر کہا مین نے خواب دیکھا ہے کہ مین زیتون مین زیت ڈالتا
ہون کہا تیرے پاس اگر کوئی کنیز ہو جسکو تونے خرید کیا ہے تو تو اسکے حال کو تلاش کر وہ تیری
مان ہے تیرے لڑکپن مین قید ہو گئی تھی کیونکہ زیتون اصل زیت ہے وہ اپنی اصل کی طرف جاتا ہے
دیکھا تو حقیقت مین وہ کنیز اُسکی مان تھی جو اُسکے صغر سن مین گرفتار ہو گئی تھی یہ دوسری مثال ہے
حکایت تیسرا شخص آیا اُسنے کہا مین نے دیکھا کہ خنزیر کے گلے مین موتی پہناتا ہون کہا تو تعلیم حکمت کی
نا اہل کو کرتا ہے چنانچہ ایسا ہی ماجرا تھا یہ تیسری مثال ہوئی انکی تعبیرات اول سے تا آخر
امثال ہین جس سے معرفت طریق ضرب المثل کی ہاتھ آتی ہے مراد مثل سے یہ ہے کہ معنی کو

صورت مین ادا کیا جاوے پھر جب معنی کی طرف نظر کرین تو اُسکو سچا پائین اور جب صورت کی
طرف نظر کرین تو اُسکو جھوٹا پائین مثلاً موذن اگر طرف صورت خاتم کے نظر کریگا تو اُسکو
جھوٹا پائیگا اسلیے کہ اُسنے کسی کے دہان فرج پر مہر نہین لگائی ہے اور اگر طرف معنی کے
نظر کریگا تو اُسکو سچا پائیگا اسلیے کہ اس سے روح و معنی ختم کے صادر ہوسے ہین مراد
ختم سے یہی منع تھا سو ہوا انبیا علیہم السلام کا کلام ساتھ خلق کے بطور ضرب امثال ہوا
کرتا ہے کیونکہ وہ مکلف ہین ساتھ اس امر کے کہ لوگون سے بقدر اُنکی عقلون کے گفتگو کرین
سو اندازہ اُنکی عقل کا یہی ہے کہ سب لوگ خواب مین ہین اور نائم کو کشف کسی شی کا نہین
ہوسکتا ہے مگر مثل سے ہان جب مرینگے تب جاگینگے اور پہچان لینگے کہ مثل سچی تھی و لہذا
حضرت نے فرمایا ہے قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن سو یہ وہ
امثال ہین جنکو سوا علما کے کوئی نہین سمجھتا ہے رہا جاہل سو اُسکا اندازہ ظاہر مثال سے
تجاوز نہین کرتا ہے کیونکہ وہ اُس تفسیر کو جسکا نام تاویل ہے بالکل نہین جانتا ہے سو
جسطرح کہ مثال خواب کی تفسیر کا نام تعبیر ہے اسی طرح امر آخرت کی مثالین بھی بیان
کی گئی ہین ملحد انکا انکار کرتا ہے کیونکہ اُسکی نظر ظاہر مثال پر جمی ہے وہ اُسکے معنی کیا سمجھے
اُسکے نزدیک تو یہ امثلہ آخرت گویا متناقض ہین کقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یوتی بالموت یوم القیامۃ فی صورۃ کبش املح فیذبح ملحد احمق اس مثال کو
سنکر برہم ہوکر تکذیب کرنے لگتا ہے اور کذب انبیا پر دلیل لانے کو طیار ہو جاتا ہے
کہتا ہے سبحان اللہ موت عرض ہے کبش جسم ہے کسطرح عرض منقلب بجسم ہوسکتی ہے یہ تو
بالکل محال ہے لکن اللہ نے ان حمقا کو اپنی معرفت اسرار سے برکران کر دیا ہے اور فرمایا ہے
وما یعقلها الا العالمون یہ مسکین اتنا نہین جانتا کہ اگر کوئی شخص خواب مین دیکھے کہ ایک
کبش لاے ہین اور کہتے ہین کہ یہ وہ وبا ہے جو شہر مین پڑی ہے پھر اُسکو ذبح کر ڈالا ہے تو
معبر یہی کہیگا کہ تو سچا ہے اور بات یہی ہے جو تو نے خواب مین دیکھی ہے یہ دلیل ہے اسپر کہ وبا

دور ہوگئی اب پھر عود نہ کریگی اسلیے کہ مذبوح سے یاس ہوجاتی ہے تواب معبر تعبیرون اور نائم روییت مین سچے ٹھیرینگے اور حقیقت اسکی راجع طرف اُس فرشتہ موکل بروبا کے ہوگی جوارواح کو وقت خواب کے مافی اللوح المحفوظ پر مطلع کرتا ہے اس فرشتہ نے وہان کی بات ایک مثال بتا کر پہچنوادی کیونکہ نائم اسی مثال کا محتمل ہے سو یہ مثال بھی صادق ہے اور اس مثال کے معنی بھی صادق ہین اسی طرح پر انبیا کا کلام لوگون سے دنیا مین ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا بہ نسبت آخرت کے نوم ہے انبیا ایصال معانی کا طرف افہام خلق کے امثلہ سے کیا کرتے ہین یہ اسکی حکمت اور اُسکا لطف ہے ساتھ عباد کے کہ جس شئی کی ادراک سے لوگ عاجز ہین اُسکے ادراک کو اُنپر ضرب مثال سے یون سہل و آسان کردیتا ہے موت کا صورت کبش املح مین لانا مثال ہے اس بات کی سمجھانے کی کہ موت سے یاس کا حاصل ہونا سمجھ مین آجاے اللہ نے دلون کو تاثر بامثلہ پہ مجبول کیا ہے اور معانی کو امثلہ سے ثابت فرمایا ہے انتہی کلام الغزالی اس کلام مین تاویل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ تفویض کو اختیار کرے اور لفظ و معنی دونون پر بلا توقف و تشکیک ایمان لائے بہرحال ہمکو اس جگہ پہچنوانا توزیع درجات و درکات آخرت کا بنیاد حسنات و سیئات پر مقصود ہے اور یہ بدون بیان کرنے مثال کے ممکن نہین ہے اسلیے ہم اسکی ایک مثال بیان کرتے ہین اسکو تم معنی سمجھو نہ فقط صورت **ف** لوگ آخرت مین کئی قسم ہونگے اُنکے درجات و درکات سعادت و شقاوت مین متفاوت ہین یہ تفاوت ایسا ہوگا کہ حصر مین نہین آسکتا ہے جسطرح کہ وہ سعادت و شقاوت دنیا مین بھی متفاوت ہین آخرت دنیا سے اس معنی مین ہرگز جدا نہین ہوسکتی ہے کیونکہ مدبر ملک و ملکوت ایک ذات لاشریک لہ ہے اور اُسکی سنت و عادت جو ارادہ ازلیہ سے صادر ہوئی ہے مطرد ہے اُسمین تبدیل کو دخل نہین ہے مگر ہم احصا کرنے احاد و درجات اُس سنت الٰہی سے عاجز ہین گو احصا کرنے اجناس سے عاجز نہون اسلیے ہم کہتے ہین کہ لوگ آخرت مین بالضرورت چار قسم کے ہونگے ایک ہالکین دوسرے معذبین تیسرے ناجین چوتھے فائزین اس تقسیم کی

مثال دنیا مین یون ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ منجملہ ملوک کے کسی ایک اقلیم پر مستولی ہوجائے
پھر وہ بعض کو قتل کرے یہ ہالکین ہوے اور بعض کو عذاب کرے ایک مدت تک لکن قتل
نہ کرے یہ معذبین ہوے اور بعض کو چھوڑ دے یہ ناجین ہوے اور بعض کو خلعت بخشے
یہ فائزین ہوے پھر اگر وہ پادشاہ عادل ہے تو یہ تقسیم اسنے نہین کی ہے مگر استحقاق سے
قتل اسیکو کیا ہے جو پادشاہ کے استحقاق کا جاحد اور اصل دولت مین اسکا معاند تھا
تعذیب نہین کی ہے مگر اسی شخص کو جو باوجود اعتراف ملک و علو درجہ ملک کے خدمت پادشاہ
مین قاصر رہا تھا خالی اسیکو چھوڑا ہے جو معترف تھا رتبہ ملک کا لکن نہ مقصر تھا کہ اسکو عذاب
کیا جاتا اور نہ اسنے کوئی خدمت کی تھی کہ اسکو خلعت دیا جاتا خلعت اسیکو دی ہے جسنے ساری
عمر اپنی خدمت و نصرت پادشاہ مین پورانی کردی پھر یہ خلعات فائزین کے بھی بحسب مراتب
خدمت متفاوت الدرجات ہوتی ہین اسیطرح اہلاک ہالکین کا یا تحقیقا ہوتا ہے مثل قطع رقبہ کے
یا تنکیلا مثل مثلہ کرنے کے یہ اہلاک بھی بحسب درجات معاندت کے متفاوت ہوا کرتا ہے تعذیب
معذبین کی خفت و شدت و طول و قصر مدت مع اتحاد الانواع و اختلاف اقسام مین بھی بحسب
درجات تقصیر کے ہوتی ہے اس بنیاد پر ہر رتبہ منجملہ ان رتب کے منقسم ہوتا ہے
طرف درجات لاتحصی و لا تنحصر کے اسی طرح حال عالم آخرت کو سمجھنا چاہیے کہ لوگ
وہان متفاوت الحال ہونگے کوئی ہالک ہوگا کوئی معذب تا ایک مدت کوئی ناجی نازل
دار السلامۃ کوئی فائز بنعیم مقیم پھر فائزین کے اقسام ہین کوئی نازل جنات عدن ہوگا
اور کوئی نازل جنات الماوی اور کوئی مہمان فردوس اسی طرح معذبین کی انواع ہین کسیکو
تھوڑا سا عذاب ہوگا کسیکو ہزار برس تک کسیکو سات ہزار برس تک یہ سب سے پیچھے دوزخ سے
نکلیگا جسطرح کہ حدیث مین آیا ہے اسیطرح حال درکات ہالکین کا ہے جو رحمت خدا سے
ناامید ہوچکے ہین غرضکہ یہ سارے درجات و درکات بحسب اختلاف طاعات و معاصی کے
ہونگے اب ہم کیفیت توزع خلق کی ان مراتب پر بیان کرتے ہین ف پہلا رتبہ ہالکین کا

رتبہ ہے مراد اِنسے وہ لوگ ہین جو خدا کی رحمت سے نا امید ہو چکے ہین کیونکہ مثال مذکور ہین جسکو بادشاہ نے قتل کیا تھا یہ وہی شخص تھا جو بادشاہ کی رضا و اکرام سے نا امید ہوا تھا سو معنی مثال سے غافل رہنا نہ چاہیے آخرت مین ہالک وہی لوگ ہین جو یہان اللہ کی رحمت سے نا امید ہین یہ ہالکین منکرین کا فرقہ ہے جو اللہ سے منہ پھیر کر نرے دنیا کے ہو رہے ہین مکذب ہین اللہ و رسل اللہ کے کیونکہ مدار سعادت اخروی کا اسپر ہے کہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اُسکے دیدار سے تشریف ہاتھ آئی سو یہ نعمت بدون اُس معرفت کے جسکو ایمان و تصدیق کہتے ہین حاصل نہین ہو سکتی ہے اور چونکہ منکرین مکذب ہین اسکے اسلیے وہ ابدالاباد تک رحمت الٰہی سے محروم رہینگے اور بوجہ تکذیب خدا و انبیا کی مصداق انھم عن ربھم یومئذٍ لمحجوبون ہونگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے محبوب سے جدا رہتا ہے تو درمیان اُسکے اور درمیان اُسکی آرزو کے حجاب آجاتا ہے اسی وجہ سے منکر لوگ مدام آتشِ فراقِ الٰہی مین جلتے بھنتے رہینگے و لہذا اہلِ معرفت نے یہ بات کہی ہے کہ ہمکو نہ دوزخ کی آگ کا ڈر ہے اور نہ حور عین کی خواہش بلکہ ہمارا مطلب تو فقط دیدار خدا ہے گریہ شرا ایک پردہ ہے جو شخص اللہ کی عبادت کسی عوض کی توقع پر کرتا ہے وہ کمینہ ہے عارف کی عبادت خاص اللہ کی ذات کے لیے ہوتی ہے وہ سوا اُسکی ذات کے کسی شی کا طالب نہین ہوتا ہے ؎

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش	نہین بیزار دوزخ سے نہین مشتاق جنت کا
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آسکے

غرضکہ عارف کو نہ حور و میوے کی تمنا ہوتی ہے نہ دوزخ کا ڈر کیونکہ جدائی کی آگ جب اُسکے کانون سینہ مین بھڑکتی ہے تو وہ آگ اس آگ پر جس سے یہان بدن جلتا ہے غالب آجاتی ہے آتشِ فراق کا وصف یہ ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ اور آتشِ دوزخ کا اثر فقط بدن پر ہوگا سامنے دُکھنے دل کے بدن کا دکھنا کچھ چیز نہین ہوتا ہے اسیطرح سامنے آتشِ دل کے آتش دوزخ کی کچھ ہستی نہین ہے اس حال کا انکار

آخرت مین کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بات اِس دنیا مین بھی نظر آتی ہے غلبۂ عشق مین
آدمی آگ اور خار مین چلتا ہے اور بسبب صدمۂ قلب کے اس رنج جسمانی کو کچھ نہین سمجھتا
بلکہ حالت غضب مین اندر معرکہ حرب وضرب کے گھس پڑتا ہے اور زخم پر زخم کھاتا ہے مگر بوقت
کچھ تکلیف اُسکی نہین پاتا کیونکہ غصہ بھی اک آگ ہے جو دلمین بھڑکتا ہے جسطرح کہ حضرت نے
فرمایا ہے الغضب قطعۃ من النار رواہ الترمذی عن ابی سعید سو دل کا جلنا
بہ نسبت جلنے بدن کے سخت تر ہوتا ہے بڑے درد کے روبرو کچھ خیال چھوٹے درد کا
نہین رہتا ہے بلکہ چھوٹا درد بجاتا ہے دیکھو جو تکلیف آدمی کو آگ یا تلوار سے حاصل
ہوتی ہے وہ ایذا اسی وجہ سے ہے کہ یہ دونون اُن بدن کے ٹکرون کو جو ملے جلے تھے جدا کر دیتے
ہین تو پھر جس چیز سے کہ دل اور محبوب صاحبدل جدا ہو جاوے تو اُس سے خواہی نخواہی
سخت رنج ہوچیگا حالانکہ اتصال دل کا محبوب سے بہ نسبت اتصال اجسام کے بہت زیادہ
ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی شعور و بصیرت رکھتا ہو اور اگر سرے سے دل ہی نہین رکھتا ہے
تو اُس سے کچھ دور نہین ہے کہ وہ اِس شدت رنج کو کچھ نہ سمجھے اور بمقابلہ تکلیف جسم کے اس
رنج کو حقیر جانے ٥

دل ہی نہین رہا ہے کہ کچھ آرزو کرین		ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین

مثلاً اگر کسی طفل سے کہین کہ تو سلطنت چھوڑ دے یا گیند ڈنڈا کھیلنا تو اُسکو کچھ رنج
ترک سلطنت کا نہو گا بلکہ وہ یہ کہیگا کہ مجکو میدان مین گیند ڈنڈا لیکر دوڑنا ہزار بار تخت
سلطنت سے بہتر ہے اسیطرح جس شخص پر شہوت شکم کی غالب ہے اگر اُس سے کہین کہ تو
ہریسہ یا حلوا کھایا ایسا کام کر جس سے دشمن پست اور دوست رضامند ہو تو وہ بندہ
شکم اسی ہریسہ اور حلوا کو ترجیح دیگا وجہ اِسکی یہی ہے کہ اس شخص مین وہ بات جس سے
خوبی جاہ و شوکت کی اُسکو معلوم ہو سکے نہین ہے اِسمین تو فقط وہ بات ہے
جس سے یہ مزا کھانے کا پا سکتا ہے ٥

ورجالا لقصعة وثرید	خلق الله للحروب رجالا

سو یہ حال اُن لوگون کا ہوتا ہے جنکو صفات بہیمیہ و سبعیہ نے اپنا بندہ بنا لیا ہے اور ظہور صفات ملائکہ کا جو ضد ہین صفات مذکورہ کی اُنمین نہین ہوا ہے انسان مین جب صفت ملکیت کے ہوتی ہے تو پھر اُسکو بدون قرب الی اللہ کے مزا نہین ملتا اور نہ کوئی شے سوا بعد و حجاب کے سبب اُسکے رنج کی ہوتی ہے ٥

الهجر یقتله والوصل یحییه	شان المحب عجیب فی صبابته

سو جسطرح کہ ہر عضو ایک وصف خاص کے لیے ہے مثلاً زبان ذائقہ کے لیے ہے اور کان استماع کے لیے اسیطرح یہ صفت واسطے دلکے بھی ہے جسکو دل نہین ہے اُسکو البتہ ادراک لذت قرب اور کلفت بعد کا بھی نہین ہے مثلاً اگر ایک شخص کے کان آنکھ نہون تو اُسکو کچھ مزا آواز اور خوبصورتی و رنگ کا بھی دریافت نہین ہو سکتا ہے بعض لوگون کو قوت شامہ نہین ہوتی ہے وہ جانتے ہی نہین کہ عطر کی خوشبو کیا ہوتی ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ سارے انسان دل رکھتے ہون بلکہ اگر سب کے پاس ایسا ہی دل ہوتا تو اللہ تعالی یہ نہ فرماتا ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید یہ دل تو اہل نصیب کو ملتا ہے نہ ہر خسیس کو اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ جو کوئی نصیحت قرآن کی نہین مانتا ہے وہ دل کی طرف سے نادار تہیدست ہے ہماری غرض اس دل سے وہ ٹکڑا گوشت کا نہین ہے جو سینے کی ہڈیون مین ہوتا ہے بلکہ مراد دل سے وہ لطیفہ ہے جو عالم امر سے آیا ہے اور یہ پارہ گوشت جو کہ عالم خلق سے ہے اُس لطیفہ کا عرش ہے اور یہ سینہ اُسکی کرسی ہے اور یہ سارے اعضا اُسکا جہان اور ملک ہے اور اگرچہ خلق و امر دونون طرف سے اللہ کے ہین لکن لطیفہ مذکور جسکے حق مین قل الروح من امر ربی فرمایا ہے وہ ایک بادشاہ حکمران فرمان فرما ہے کیونکہ عالم امر اور عالم خلق مین ترتیب رکھی گئی ہے اور پہلا دوسرے پر امیر و سلطان ہے اور قلب ٥ لطیفہ ہے کہ اگر اچھا ہو تو سارا تن بدن اچھا ہو گیا اور جسنے اُسکو پہچان لیا اُسنے اپنے نفس کو

جان لیا وہ عارف اپنے رب کا ہوگیا غرضکہ درجہ ہلاک کا اُنھین لوگون کے لیے ہے جو جاہل ہین اور اللہ کی تکذیب کرتے ہین رسولون سے منکر ہین اسپر دلائل کتاب عزیز وسنت مطہرہ کے بہت موجود ہین اس جگہ کچھ حاجت اُنکے لکھنے کی نہین ہے **ف** دوسرا رتبہ اُن لوگون کا ہے جنکو عذاب کیا جائیگا یہ وہ گروہ ہے کہ اصل ایمان رکھتا ہے مگر وفا کرنے مین مقتضاے ایمان کے قاصر رہا ہے سو اصل ایمان یہی توحید الوہیت ہے کہ سوا اللہ کے کسیکی عبادت نہ کرے اب اگر کوئی شخص اپنی خواہش نفس کا پیرو ہوگا تو اُسکا معبود وہی اُسکی ہواے نفس ٹہیریگی اور ایسا شخص فقط زبان سے موحد ہوا ہے اصل توحید اُسکو حاصل نہوئی یہ اصل توحید جب اُسکو ہاتھ آسکتی ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اور کریمہ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون دونون کے معنی ایک سمجھے اسطرح پر کہ غیر اللہ کو بالکل چھوڑ دے اور سوا اللہ کے کسیکو معبود و رب نہ جانے

غیر حق ہر چہ دلت را ببرد		سد راہ تو ہمان خواہد بود

پھر کریمہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کے معنی بھی وہی جانے جو اُن دونون کے جانے تھے اِس آیت مین علاوہ توحید کے ذکر استقامت کا بھی کیا ہے یہ صراط مستقیم کہ جسپر قیام کرنے سے توحید بندہ کی کامل ہوتی ہے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے جیسے کہ پلصراط آخرت کا حال ہوگا ولہذا ہر ایک انسان مین کچھ نہ کچھ انحراف اِس راہ راست سے ضرور ہی ہوتا ہے اسلیے کہ ہر ایک بشر کسیقدر پیروی ہواے نفس کی ضرور کرتا ہے اگرچہ ادنی امر ہی مین کیون نہو اوراتباع خواہش نفس سے کمال توحید مین فرق آجاتا ہے یہ فرق بقدر اُسکے میل کے راہ راست سے ہوتا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درجات قرب مین بھی ضرور نقصان پڑجاتا ہے اور ہر نقصان کے ساتھ دو آگین لگی ہوئی ہین ایک آگ جدائی کی اس کمال سے جو کہ بسبب نقصان کے فوت ہوگیا ہے دوسری آگ جہنم کی جسکو قرآن نے بیان کیا ہے پس ہر شخص جو کہ صراط مستقیم سے مائل ہے وہ دوبار معذب ہوگا دو طرح سے کہ شدت و خفت اس عذاب کی اور تفاوت اُسکا بحسب طول مدت کے دو امر سے ہوگا ایک قوت

وضعف ایمان دوسری کثرت وقلت اتباع ہوی اور چونکہ کوئی بشر غالب حال مین اس ایک امرسے منجملہ ان دو امر سکے خالی نہین ہوتا ہے اسی لیئے اللہ پاک نے فرمایا ہے وان منکم الا واردھا کان علے ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا سلف خائفین نے کہا ہے ہم اسلیئے ڈرتے ہین کہ ہمکو ورود علی النار یقین حاصل ہے اور نجات مین ہمکو شک ہے حکایت حسن نے جب یہ حدیث سنی کہ بعضا آدمی بعد ایک ہزار برس کے آگ سے نکلیگا اور وہ یا حنان یا منان کہیگا تو کہنے لگے یا لیتنی کنت ذلک الرجل احادیث مین اسپر بھی دلالت ہے کہ سب سے پیچھے جو شخص آگ سے باہر آئیگا وہ بعد سات ہزار برس کے نکلیگا اختلاف مدت کا ایک لحظہ سے سات ہزار برس تک کا ہے کوئی آگ پر سے مثل بجلی کے گزر جائیگا اسکو ذرا سا بھی توقف نہو گا کچھ درمیان ایک لحظہ وسات ہزار برس کے تفاوت درجات کا ہے ایک دن کا ایک ہفتہ کا ایک ماہ کا پھر باقی مدتون کا رہا اختلاف شدت کا سو اسکے اعلی کچھ نہایت نہین ہے ادنی اسکا تعذیب ہے ساتھ مناقشہ کرنے کے حساب مین جسطرح بعض پادشاہ بعض مقصرین فی الاعمال سے مناقشہ فی الحساب کرتے ہین پھر معاف کردیتے ہین اور کبھی کوڑے مارتے ہین کبھی کسی اور طرح کی سزا دیتے ہین ان دو اختلاف کے سوا عذاب مین ایک اور اختلاف ہے کہ وہ نہ مدت کا اختلاف ہے نہ شدت کا بلکہ جنس عذاب کا اختلاف ہے کہ کسی پر مثلا فقط جرمانہ کیا اور کسیکا مال ضبط ہوگیا کسیکی اولاد قتل کردی گئی کسیکے گھر کی عورتین پکڑ کر کنیز بنائی گئین اور رشتہ دارون کو تکلیف دیگئی زبان ہاتھ ناک کان کاٹ ڈالے گئے الی غیر ذلک اسی طرح عذاب آخرت مین بھی اختلاف ہوگا جسطرح کہ ادلہ شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے مگر یہ اختلاف عذاب کا مطابق اختلاف قوت وضعف ایمان وکثرت وقلت طاعات وکمی وبیشی معاصی کے ہوگا پھر گناہون کی برائی جتنی سخت تر وزیادہ تر ہوگی اتنا ہی عذاب بھی شدید وکثیر تر ہوگا اور جس قسم کا گناہ ہوگا اسی قسم کا عذاب بھی مختلف ہوگا اہل کشف کو یہ امر علاوہ دلائل کتاب عزیز کے نور ایمان سے بھی منکشف ہوا ہے یہی مراد ہے اس آیت سے وما ربک

بظلام للعبید والیوم تجزی کل نفس بما کسبت وان لیس للانسان الاما سعی وقوله فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ اسکے سوا اور بہت آیات واحادیث ہین جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جزاے اعمال مین ثواب وعقاب براہ عدل وانصاف ہوگا ذرہ برابر کسی پر ظلم نہوگا جانب عفو ورحمت راجح ہوگی حدیث قدسی مین آیا ہے سبقت رحمتی غضبی اور قرآن مین فرمایا ہے وان تک حسنة یضاعفها ویؤت من لدنه اجرا عظیما معلوم ہوا کہ ارتباط درجات ودرکات کا حسنات وسئیات سے بدلائل شرعیہ ونور معرفت کلیۃً ثابت ہے رہی تفصیل سو وہ نرے گمان سے پہچانی جاتی ہے اُسکا مستند ظواہر اخبار اور ایک طرح کا حدس ہے جو مستنبط ہوتا ہے انوار استبصار سے بعین اعتبار اب جو شخص اصل ایمان کو مضبوط کرکے تمام کبائر سے بچیگا اور سب فرائض یعنی ارکان خمسہ اسلام کو اچھی طرح بجالائیگا اور اُسکے ذمہ فقط چند صغیرہ ہی ہونگے جنپر وہ مصر نہتھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے فقط جھگڑا حساب ہی کا ہوگا اور کسی قسم کا عذاب اُسکو نہ دیا جائیگا حساب کے ہوتے ہی پلہ حسنات کا سئیات پر بھاری پڑجائیگا کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ اور رمضان کے روزے پچھلی خطاؤن کا کفارہ ہوجاتے ہین اور کبائر سے بچنا تو خود قرآن مین آیا ہے کہ وہ کفارہ صغائر ہوجاتا ہے ادنی درجہ کفارہ ہونے کا یہ ہے کہ اگر حساب کو دفع نہ کرے تو عذاب کو تو دور ہی کردے سو جس کسی شخص کا یہ حال ہوگا اور اُسکا پلہ بھاری ہوگا تو مقتضا قیاس کا یہ ہے کہ وہ بعد گرانی پلہ اور بعد فراغ کے حساب سے اچھے آرام وامن مین ہوجائیگا ہان زمرہ مقربین یا اصحاب یمین مین اُسکا لاحق ہونا اور جنت عدن یا فردوس برین مین جانا یہ منحصر ہے اقسام ایمان پر اسلیے کہ ایمان کی دو قسمین ہین ایک تقلیدی جیسے ایمان عوام کا کہ جو کچھ سنتے ہین اُسکو سچ جانتے ہین اور ہمیشہ اُسی اعتقاد پر رہتے ہین دوسرا ایمان کشفی ہے جو کہ بنور الٰہی موجب شرح صدر ہوجاتا ہے اُسمین سارے موجودات جسطرح پر کہ اصل

مین ہین منکشف ہو جاتے ہین اور یہ بات کھلجاتی ہے کہ سب کا مرجع طرف اللہ کے ہے وانّ
الی ربک المنتہی کیونکہ سوا اللہ اور اُسکے افعال و صفات کی کوئی شی موجود نہین ہے مع الا کل شئ
ما خلا اللہ باطل سو اسطرح کے ایمان والے مقرب ہونگے اور نہایت درجہ کا قرب ملاء اعلیٰ
سے رکھتے ہونگے اِنکا مقام فردوس اعلیٰ ہین ہوگا پھر انکے بھی بہت سے انواع ہونگے کوئی
سابق ہوگا کوئی سابق سے کمتر غرضکہ جتنا تفاوت انکی معرفت مین ہوگا اُتنا ہی اُنکے قرب مین فرق
ہوگا درجات عارفین کی معرفت مین بیحد ہین کیونکہ کنہ جلال الٰہی کا معلوم کرنا ممکن نہین ہے اُسکی نسبت
ایک دریاے ناپیدا کنار ہے جسکے نہ تھاہ ہے نہ کنارہ پھر جو لوگ اُسمین غوطے لگاتے ہین وہ
موافق اپنی طاقت کے ہاتھ پاؤن مارتے ہین یا جسقدر کہ ازل مین اُنکے نام پر لکھدیا ہے اُتنا ہی بہرہ
پاتے ہین ولکن ٥

تو گر ساقی شوی درد تنکظر فی نمیماند	بقدر بحر باشد وسعتِ آغوش ساحلہا
تو رہ از کثرتِ اسباب بر خود تنگ میداری	سبکروحان چو بوے گل فرو بستند محملہا

سو جسطرح کہ منازل طریق الی اللہ کی بے نہایت ہین اسی طرح درجات سالکین کے بھی بے نہایت ہونگے
آب جو شخص ایمان تقلیدی رکھتا ہے وہ زمرۂ اصحاب یمین ہین تو ہوگا لکن درجہ اُسکا درجہ مقربین سے کم ہوگا
پھر اصحاب یمین کے بھی بہت سے مدارج ہونگے اُنمین کا صاحب درجہ اعلیٰ مقربین کے ادنیٰ درجہ والے سے
لگ بھگ ہوگا **قف** یہ حال اُس شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو تمام کبایر سے مجتنب تھا اور سب فرائض اسلام کو
مثل نماز روزہ حج زکوٰۃ و شہادت کلمہ طیبہ زبان سے بجالاتا تھا اب اُس شخص کا حال سنو جسنے ایک یا زیادہ
گناہ کبیرہ کیا ہے اور بعض ارکانِ اسلام کو چھوڑ دیا ہے ایسا شخص اگر وقت موت سے پہلے توبہ خالص کریگا
تو مثل اُس شخص کے ہو جائیگا جسنے کہ گناہ کبیرہ نہین کیا ہے حدیث مین فرمایا ہے التائب من الذنب
کمن لا ذنب لہٗ کپڑے کو جب دھوؤ تو وہ میلا نہین رہتا گویا سرے سے اُسپر میل لگا ہی نہ تھا اگر توبہ سے
پہلے مرگیا تب البتہ موت کے وقت اُسکے حال پر خوف ہے کیونکہ اگر موت اُس گناہ کے اصرار پر ہوئی
تو کیا عجب ہے کہ ایمان اُکھڑ جاے اور انجام بُرا ہو بیان اسباب سوء خاتمہ و حسن خاتمہ کا رسالہ

صدق للحیا مین کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ ایمان تقلیدی ہے کیونکہ گو تقلید پختہ ہوتی ہے مگر ادنی شبہہ و خیال سے ڈھیلی پڑجاتی ہے ۔ ٥

تو بہار النفس باز پسین دست ردست		بیخبر زیر رسید دمحمل لبستند	

ہان عارف صاحب بصیرت پر خوف فساد خاتمہ کا نہین ہوتا ہے وہ اس خوف سے دور تر رہتا ہے اور یہ دونون اگر ایمان پر مرینگے تو معذب ہونگے مگر یہ کہ اللہ ایسا عذاب اُنکو نہ کریگا جو عذاب مناقشہ فی الحساب پر زیادہ ہو اور کثرت عذاب کی من حیث المدۃ مطابق کثرت مدت اصرار کے ہوتی ہے اور من حیث الشدۃ موافق تقبیح کبائر کے اور من حیث اختلاف النوع بحسب اختلاف اصناف سیئات کے اور جب مدت عذاب کی گذرجائیگی تو بلہ مقلدین درجات اصحاب یمین مین نازل ہونگے اور عارفین مستبصرین اعلے علیین مین کیونکہ حدیث مین آیا ہے آخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلہا عشرۃ اضعاف رواہ البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے کوئی پیمائش اجسام کی نہ سمجھے کہ مثلاً اگر دنیا ایک ہزار کوس کی ہے تو اُسکو دس ہزار کوس زمین ملیگی اسمین جہل ہے ساتھ طریق ضرب مثل کے بلکہ اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ کوئی مثلاً یون کہے کہ اُسنے ایک اونٹ لیا اور اُسکو دس گنا اُس اونٹ کا دیا یعنے اگر اونٹ دس روپیہ کا تھا تو اُسکو سو روپیہ دیئے اور اگر اس مثل سے مثل ہی سمجھے وزن و ثقل مین تو اگر سو روپے کو ایک پلہ ترازو مین رکھیگا اور دوسرے پلہ مین اونٹ رکھیگا تو بھی برابر عشر عشیر کے نہوگا مثال مین مقابلہ معانی و ارواح اجسام کا ہوتا ہے نہ اُنکے اشخاص و ہیاکل کا مثلاً غرض اونٹ سے وزن و طول و عرض اونٹ کا نہین ہے بلکہ اُسکی مالیت ہے سو وہ مالیت اونٹ کی روح ٹھیری اور گوشت و خون اُسکا جسم ٹھیرا تو سو روپیہ اُسکے دس گنے باعتبار اُسکے وزن روحانی کے ہین نہ باعتبار اُسکے وزن جسمانی کے اور جو شخص کہ مالیت نقدکی اور اونٹ کی جانتا ہے اُسکے نزدیک سو روپے کو دس گنا اونٹ کا کہنا صحیح ہے یہانتک کہ اگر اُسکو بعوض کےصد روپیہ کے ایک جوہر جسکا وزن چند ماشہ اور مول سو روپیہ ہوتا ہے دیدیتا اور کہتا کہ مینے اُسکو دس گنا دیا تو درست تھا مگر اسقول کی راستی سوائے جوہری کے اور کوئی نہین جان سکتا ہے کیونکہ جوہر کی روح نری آنکھ سے نظر نہین آتی ہے اُسکے لیے تو ایک اور بصیرت

بھی سوئے اِس بصر کے درکار ہے یہی وجہ ہے کہ اِس بات کو کوئی لڑکا یا گنوار نہ مانیگا بلکہ یون کہیگا کہ جوہر کا
وزن تو چند ماشہ ہے اور اونٹ کا وزن اُس سے ہزارون گنا زیادہ ہے تو یہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ میںنے
دس گنا دیا جھوٹ بولتا ہے حالانکہ حقیقت مین یہی دونون جھوٹے ہین نہ وہ شخص یہ بات نزدیک انکے
جب سچے ٹھیرے کہ اِنکے دلمین وہ نور آجاے جس سے کہ روح جوہر وماں کی معلوم ہوتی ہے سو یہ بات
لڑکے کو بعد بلوغ کے اور گنوار کو بعد تعلم کے آتی ہے اُسوقت اُنکو راستی اِس قول کی معلوم ہوتی ہے
مین کہتا ہون راجح اِسجگہ بھی یہی قول ہے کہ ظاہر و باطن مثل دونون پر ایمان لاے کیونکہ جنت جسطرح
کہ بڑی قیمتی چیز ہے اُسی طرح اگر اُسکا عرض و طول بھی آسمان و زمین سے بڑا سمجھا جاسے تو عین
مدلول کتاب و سنت ہے والقدر رتۃ صالحۃ لکل شیٔ واللہ اعلم پھر جسطرح انبیا کو منکرین سے کام پڑتا ہے
اور اسی انکار سے اُنکی آزمائش ہوتی ہے اسیطرح اولیا علما کو بھی جاہلون سے کام پڑتا ہے
اور یہ باعث انکے امتحان کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علما و اولیا کسی نہ کسی طرح کی ایذا سے خالی نہین
ہوتے ہین انکا بھی امتحان لیا جاتا ہے کوئی شہر سے نکالدیا جاتا ہے کسی کی چغلی سامنے پادشاہ وقت کے
کھائی جاتی ہے کچھ لوگ اُنکے کفر پر گواہی دیتے ہین کچھ بددین کہتے ہین قف بہر حال دوزخ سے
بجز موحد کے اور کوئی باہر نہ نکلیگا ہماری غرض توحید سے یہ نہین ہے کہ فقط زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کہلیا فارغ ہوے کیونکہ زبان عالم ظاہری سے ہے اُسکا فائدہ فقط دنیا ہی تک ہوتا ہے یعنی قائل کلمہ کے
گردن نہین مارے جاتے ہے اُسکا مال لوٹا نہین جاتا ہے سو گردن و مال کی مدت اِسی زندگی دنیا تک ہے
تو پھر جہان کہ نہ گردن ہے نہ مال وہان زبان سے کلمہ کہنا کیا فائدہ دیگا وہان تو توحید کا کمال اور
اُسکا سچا ہونا کام آئیگا اسطرح کہ تمام امور کو طرف سے خدا کے جانے اِسکی پہچان یہ ہے کہ خلق
مین سے کسی پر غصہ نہو گو اُسکے ساتھ کوئی بدسلوکی کرے کیونکہ جب سب چیزین طرف سے اللہ کے
ہین قل کل من عند اللہ تو خلق نری ذریعہ ٹھیری مسبب الاسباب سب کا وہی ایک
لاشریک لہ ہوا ۔ ہ

از خدا دان خلاف دشمن و دوست	کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست

اِس توحید مین بھی لوگ مختلف الدرجات ہین بعض کی توحید پہاڑ کے برابر ہے اور بعض کی مثقال برابر اور بعض کی برابر ذرہ و دانہ خردل کے سو جسکی توحید برابر دنیا کے ہوگی وہ سب سے پہلے دوزخ سے باہر نکلیگا اور جسکے دلمین ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ سب سے پیچھے نکلیگا اور دنیا مثقال و ذرہ کے بہت سے مدارج و تفاوت ہین کہ بموجب اُنکے اہل توحید نکلتے جاوینگے یعنی اول طبقہ مثقال کے لوگ پھر اُس سے کم پھر اُس سے کمتر حتی کہ آخر ذرہ برابر ایمان والون کی جماعت نکلیگی اور وزن مثقال و ذرہ کو بطور ضرب مثل سمجھنا چاہیے موحدین جو دوزخ مین جاوینگے اُسکی وجہ یہی ہے کہ لوگون کے حق اسکے ذمہ پر ہونگے اور یہ حقوق بموجب حدیث شریف چھوٹنے کے نہین باقی اقسام گناہون کے قابل عفو و تکفیر ہین چنانچہ روایت مین آیا ہے کہ بندہ سامنے خدا کے کھڑا کیا جائیگا اُسکی نیکیان اتنی ہونگی کہ اگر اُسکے پاس رہتین تو وہ جنتی ہوتا مگر اُسدم اہل حقوق جنپر اُسنے ظلم کیا ہوگا کھڑے ہونگے کسیکو گالی دی ہوگی کسیکو مارا ہوگا کسیکا مال لیا ہوگا سو اُسکے حسنات سے اُنکو دینگے یہانتک کہ اُسکے پاس ایک نیکی بھی باقی نہ رہیگی فرشتے عرض کرینگے کہ اُسکی نیکیان تو ہو چکین اور ابھی مدعی بہت باقی ہین حکم ہوگا کہ اُنکی بدیون مین سے اِسکے سئیات پر اضافہ کرو اور دوزخ کے نام ایک قبالہ اُسکے لیے لکھدو سو جسطرح کہ ایک آدمی دوسرے کے بدلے بسبب اُسکے سئیات کے ہلاک ہوتا ہے اِسیطرح پاس مظلوم کے جب ظالم کی نیکیان بدلے مین آتی ہین تو اُسکو نجات ملجاتی ہے **حکایت** ابن جلاد صوفی کی کسینے غیبت کی تھی پھر اُسکے معاف کرانے کو اُنکے پاس ایک آدمی بھیجا اُنھون نے کہا مین معاف نہین کرونگا میرے نامۂ اعمال مین اس سے بڑھکے کوئی نیکی نہین ہے مین اسکو کسطرح مٹا دون یہ غیبت جو تمنے یا اور بھائیون نے میری کی ہے تمھارے اُنکے حقمین گناہ ہے مگر میرے لیے نیکی ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے نامۂ اعمال کو اس حسنہ سے زینت دون **فصل** یہ بیان ہے لوگون کے مختلف ہونے کا آخرت مین بابت درجات سعادت و شقاوت کے جو حکم ہر فرقے کا اسجگہ لکھا ہے وہ باعتبار ظاہر اسباب کے ہے جسطرح کوئی طبیب کسی بیمار کو کہدیتا ہے کہ وہ بیشک مرجائیگا اِسکا مرض علاج پذیر نہین ہے اور دوسرے بیمار کو کہدیتا ہے کہ اُسکا مرض

خفیف ہے اور اُسکے علاج بھی آسان ہے سو یہ قول طبیب کا حقیقت اُن دونون کے باعتبار اکثر احوال کے
ہوتا ہے ورنہ بعض اوقات مین مریض قریب الموت زندہ رہجاتا ہے اور خفیف المرض چل دیتا ہے
طبیب کو خبر نہین ہوتی سو یہ امور اللہ پاک کے اسرار خفیہ ہین جنکو مردم زندہ کی ارواح مین رکھا ہے
اور ایسے اسباب باریک جنکو مسبب الاسباب نے ایک وقت و اندازہ مقررہ پر مرتب کر رکھا ہے
آدمی کی طاقت نہین ہے کہ اُنکی کنہ کو معلوم کرسکے اسیطرح نجات و فلاح آخرت کے لیے اسباب
خفیہ ہین کہ اُنپر اطلاع پانا قدرت بشر سے خارج ہے جس سبب خفی سے نجات ملتی ہے اُسکو عفو
و رضا کہتے ہین اور جو سبب موجب ہلاک کا ہوتا ہے اُسکو غضب و انتقام بولتے ہین انکے سوا
ایک اور مشیت ازلی الٰہی کا بھید ہے جسکی اطلاع خلق کو نہین ہوتی ہے اسلیے ہمپر واجب ہے کہ ہم
عفو کو گناہگار سے جائز جانین گو اُسکی خطائین ظاہری بہت ہون ؎

نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو	که مستحق کرامت گناہگار انند

اِسیطرح غضب کو مطیع پر روا رکھین اگرچہ طاعات ظاہری اُسکی بہت کچھ ہون اِسلیے کہ اعتبار
تقویٰ کا ہے تقویٰ ایک باریک چیز ہے اندر دل کے کہ خود متقی کو اُسپر اطلاع نہین ہوتی دوسرے کو
کسطرح اُسپر آگاہی حاصل ہو پھر بھی اہل دل پر یہ بات منکشف ہوئی ہے کہ بندہ مین جب کوئی سبب
خفی عفو کا مقتضی ہوتا ہے تب ہی عفو ہوا کرتا ہے اور غضب بھی جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی سبب
باطنی مقتضی بعد کا اللہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ بات نہو تو عفو و غضب جزاء اعمال و اوصاف
نہ ٹھیرین اور اگر جزا نہو تو عدل نہو اور اگر عدل نہو تو یہ آیت نہ بنے وما ربک بظلام للعبید
وقولہ تعالی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ حالانکہ یہ امور صحیح ہین اِس سے ثابت ہوا کہ انسان کو
وہی ملیگا جو اُسنے کیا ہوگا اور اپنے کمائے کو خود وہی بھگتےگا کر دنی خویش آمدنی پیش اگر
انسان کجروی کریگا تو اللہ اُسکو کج کر دیگا جب وہ اپنے نفس کو بدلتا ہے تب ہی اللہ بھی اُسکی
حالت بدل دیتا ہے کما قال سبحانہ وتعالی ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی
یغیروا ما بانفسہم یہ سب باتین اہل دل کو آنکھ کے دیکھنے سے بھی زیادہ تر روشن ہوئی ہین

کیونکہ آنکھ کے دیکھنے مین غلطی کا احتمال ہے کہ کبھی بڑے کو چھوٹا دیکھتی ہے اور دور کو نزدیک
اور مشاہدۂ دل مین غلطی نہین ہوتی ہے یہ کیفیت اسکو بعد حصول بصیرت کے کھلتی ہے اور
اسکے بعد بھی اسکو دیکھا کرتا ہے اسمین کذب کا تصور نہین ہوسکتا والیہ الاشارۃ بقولہ
تعالی ما کذب الفؤاد ما رای تیسرا رتبہ نجات والون کا ہے غرض ہماری نجات سے
فقط سلامت ہے نہ سعادت و فوز یہ لوگ وہ ہونگے جنہون نے نہ کوئی خدمت کی کہ خلعت پائین
اور نہ کوئی قصور کیا کہ عذاب سے غالبا یہ حال مجانین و صبیان کا ہے اور مستوہین اہل کفر کا
ہوگا جنکو اطراف بلاد مین دعوت نہین پہونچی انکی زندگی اسی بیوقوفی و عدم معرفت مین گذر گئی
وہ نہ معرفت رکھتے تھے اور نہ جاحد تھے نہ طاعت کرتے نہ معصیت انکے لیے نہ کوئی وسیلہ ہے
جو تقرب بخشے اور نہ جنایت ہے جو انکو دور ڈالے سو وہ نہ اہل جنت مین نہ اہل نار بلکہ ایسی منزلت
مین ہونگے جو درمیان ان دونون منازل کے ہے اور ایسے مقام مین ہونگے جو بین المقامین ہے
شرع نے اسکو بلفظ اعراف تعبیر کیا ہے ع از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است
حلول ایک طائفہ خلق کا اعراف مین آیات و اخبار و انوار اعتبار سے یقینا معلوم ہوا رہا حکم
علی التعیین مثلا یہ کہ صبیان انھین مین سے ہین سو یہ حکم مظنون ہے کچھ متیقن نہین ہے
اطلاع اسپر تحقیقا عالم نبوت مین ہے رتبہ اولیاء و علما کی ترقی وہان تک بعید ہے اور احادیث
حق مین صبیان و اطفال کے بھی متعارض آئے ہین ایک بچہ مرگیا تھا عائشہ نے کہا عصفور
من عصافیر الجنۃ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا و ما یدریک اس صورت مین اشکال و
اشتباہ اس مقام مین اغلب ہے واللہ اعلم ف چوتھا رتبہ فائزین کا ہے یہ وہ لوگ ہین جو عارف
ہین مقلد نہین یہی گروہ مقربین سابقین کا ہے جنکا ذکر قرآن مین آیا ہے کیونکہ مقلد کے لیے اگرچہ
علی الجملہ کچھ فوز بسبب مقام فی الجنۃ کے ہو لیکن وہ اصحاب یمین مین ہے اور یہ مقربین ہین اور
جو کچھ انکو ملیگا وہ حد بیان سے باہر ہے اور جتنا بیان اسکا ہوسکتا ہے وہ وہی ہے جو
قرآن مین آیا ہے اللہ کے بیان سے بڑھکر کیا کوئی بیان کرسکتا ہے اور جس بات کی تعبیر

اس جہان مین نہین ہوسکتی اُسکو اللہ پاک نے بطور اجمال کے ارشاد کیا ہے قال تعالےٰ
فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین اور حدیث قدسی مین آیا ہے اعددت
لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر
اور مقصود عارفین کا وہی حالت ہے جو دل پر کسی بشر کے اس جہان مین نہین گذر سکتی ہے رہی
حور و قصور و میوہ جات اور شیر و شہد و شراب و کنگن و زیور جو جنت کی چیزین ہین سو
عارفون کو اُنپر کچھ حرص نہین ہوتی ہے یہ چیزین اگر انکو دیجاینگی تو وہ اُنپر قناعت نہ کرینگے
بلکہ طالب لذت دیدار الہی کے ہونگے کہ غایت سعادت و انتہاے لذت یہی دیدار خداوند
کا ہے حکایت رابعہ عدویہ رح سے کہا تھا تمکو جنت مین کتنی رغبت ہے کہا الجار ثم
الدار غرضکہ اس قوم کو حب رب الدار نے دار و زینت دار سے مشغول کر دیا ہے بلکہ ہر شی سے
جو سوا اسکے ہے یہانتک کہ اپنی جانون سے بھی وہ مشغول ہین۔ **ع**

گدایانے از پادشاہی نفور	بامیدش اندر گدائی صبور

انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کے دیکھنے کی فکر مین ڈوبا ہوا کھویا ہو
ہوا اس حال مین اُسکو کچھ خبر تن من کی نہین ہوتی اور جو صدمہ اُسکے بدن پر پہونچتا ہے وہ
ذرا بھی معلوم نہین ہوتا ہے اس حالت کو فنا فی المحبوب کہتے ہین یعنی اسکی نوبت اس درجہ
پہونچگئی ہے کہ سواے محبوب کے اور کوئی چیز اُسکے پیش نظر نہین ہے نہ دل مین غیر محبوب کے
گنجائش باقی ہے کہ اُسکی طرف التفات کرے خواہ وہ غیر اسکا نفس ہو یا اور کوئی شی اس حالت سے
آخرت مین اُسکو وہ کچھ ملیگا جو اس جہان مین کسی بشر کے دلمین نہین آسکتا ہے جسطرح کہ
صورت رنگ و آواز کی بہرے اندھے آدمی کے دل پر مفہوم نہین ہوتی ہے لکن اگر اسکے
کان اور آنکھ کا حجاب دور کر دیا جاے تو وہ حال ان چیزون کا معلوم کرنے لگیگا اور
جان لیگا کہ واقع مین پہلے میرے دلمین انکا آنا متصور نہ تھا اسی طرح دنیا بھی
درحقیقت ایک حجاب ہے اسکے اُٹھجانے سے آدمی کو لذت حیات طیب کے معلوم ہوتی ہے

اور اِس مضمون کا ادراک ہوتا ہے کہ ان الدار الاخرة لھی الحیوان لو کانوا یعلمون فھذا القدر کاف فی بیان تنوع الدرجات علی الحسنات واللہ الموفق بلطفہ

فصل سوم

اوصاف و اخلاق انسان کے بہت ہین مگر وہ اخلاق و اوصاف جنسے صدور گناہ کا ہوتا ہے منحصر چار صفتون مین ہین ایک ربوبیت دوسرے شیطانیت تیسرے بہیمیت چوتھے سبعیت وجہ اسکی یہ ہے کہ خمیر انسان کا اور سرشت اسکی اخلاط مختلفہ سے ہوئی ہے ہر خلط انسان مین اپنا اثر علیحدہ دکھلانا چاہتی ہے مثلاً جب سکنجبین شکر و سرکہ و زعفران سے بنائی جائیگی تو اسمین ہر ایک شی کا اثر جدا جدا ہو گا اسی طرح ان چار صفتون کا اثر جدا جدا ہوتا ہے صفت ربوبیت مقتضی ایسے امور کی ہوتی ہے جیسے کبر و فخر و جبر و محبت مدح و ثنا و عزت و توانگری و محبت بقاے دائمی و علو علی الخلق ہے یہانتک کہ گویا یہ کہنا چاہتا ہے انا ربکم الاعلی اور اِس صفت سے ایسے گناہ کبیرہ نکلتے ہین کہ لوگون کو انکی خبر بھی نہین ہوتی بلکہ انکو گناہون مین شمار بھی نہین کرتے حالانکہ وہ بڑے مہلکات ہین بلکہ اکثر گناہون کے جڑ ہوتے ہین غزالی رہ نے بیان انکا استقصاً جلد سوم احیاء العلوم مین کیا ہے زواجر مین کہا ہے لقد قال بعض الائمة کبائر القلوب اعظم من کبائر الجوارح لانھا کلھا توجب الفسق والظلم وتزید کبائر القلوب بانھا تاکل الحسنات وتوالی شدائد العقوبات ولما ذکر بعض الائمة الکبائر الباطنة واوصلھا الی اکثر من ستین قال والذم علی ھذہ الکبائر اعظم من الذم علی الزنا والسرقة والقتل وشرب الخمر لعظم مفسدتھا وسوء اثرھا ودوامہ فان اثارھا تدوم بحیث تصیر حالا للشخص وھیئة راسخة فی قلبہ بخلاف اثار معاصی الجوارح فانھا سریعة الزوال بمجرد الاقلاع مع التوبة والاستغفار والحسنات الماحیة والمصائب المکفرة

ان الحسنات یذهبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین دوسری صفت شیطانی ہے
اس صفت سے حسد سرکشی حیلہ مکر جھگڑا ابری باتکا حکم کرنا پیدا ہوتا ہے اسمین کھوٹا پن
ونفاق وبدعت کی طرف بلانا اور گمراہی داخل ہے تیسری صفت بہیمی ہے اس صفت سے
یہ قباحتین متفرع ہوتی ہین شدت حرص طمع شہوت شکم وفرج اسکی شاخ ہین زنا اغلام چوری
اکل مال یتیم جمع مال حرام چوتھی صفت سبعی ہے اس صفت سے یہ برائیان نکلتی ہین غضب کینہ
مارپیٹ گالی گلوچ قتل کرنا مال ضایع کرنا اس سے بھی کئی گناہ پیدا ہوتے ہین اصل پیدایش
مین یہ چارون صفتین بتدریج آتی ہین اولاً صفت بہیمی غلبہ کرتی ہے پھر بعد اُسکے صفت
سبعی ظاہر ہوتی ہے پھر یہ دونون جمع ہوکر عقل کو مکروفریب وحیلے مین لگا[illegible] اسکے
صفت شیطانی کا زور ہوتا ہے پھر سبکے آخر مین صفت [illegible]یعنی فخر وتعلی وعزت و
کبر کی خواہش اور سب لوگون پر حاوی [illegible] قصد ابھرتا ہے فہذہ امہات الذنوب
ومنابعہا پھر ان منابع سے جریان ذنوب کا جوارح پر ہوتا ہے بعض گناہ خاص
دل سے تعلق رکھتے ہین جیسے کفر وبدعت ونفاق اور لوگون کی برائی جی مین رکھنا اور
بعض گناہ آنکھ وکان سے علاقہ رکھتے ہین اور بعض شکم وشرمگاہ سے اور بعض ہاتھ پاؤن
سے اور بعض تمام بدن سے ولاحاجة الی بیان تفصیل ذلک فانہ واضح
ہیثمی نے قوارع الانس مین ذنوب قلوب کو کتاب زواجر سے یکجا جمع کیا ہے سب ۶۶ گناہ
گنے ہین [illegible] ہین اور قواطع البشر مین ذنوب جوارح کو لکھا ہے وہ سب چارسو ایک گناہ
ہوتے ہین ف قسمت ثانیہ گناہ دو قسم کے ہین ایک درمیان بندہ اور خدا کے دوسرے
وہ جنکا علاقہ حقوق عباد سے ہے سو وہ گناہ جو خاص بندہ سے متعلق ہین وہ ایسے ہین جیسے نماز
وروزہ وواجبات خاصلہ ور جو حقوق عباد سے تعلق رکھتے ہین وہ ایسے ہین جیسے ترک
زکوٰۃ وقتل نفس وغصب اموال ودشنام دہی وآبروریزی پس جو شخص کسی غیر کا حق
لیتا ہے تو وہ حق یا اسکا نفس ہے یا طرف یعنی عضو یا مال یا آبرو یا دین یا جاہ ہے

اور دین کا لینا یون ہوتا ہے کہ بہکا کر طرف بدعت کے لاوے اور گناہون کی طرف مائل کرے اور ایسے اسباب کا باعث ہو جنسے وہ اللہ پر جرئت کرنے لگے جیسے بعض واعظین کا دستور ہے کہ جانب رجا کو جانب خوف پر اتنا غلبہ دیتے ہین کہ آدمی گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے غرضکہ جو گناہ متعلق بندون سے ہین اُنمین سخت دشواری ہے اور جو گناہ درمیان اللہ اور بندے کے ہین جبکہ وہ شرک نہون تو اُنمین توقع عفو کی زیادہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے دیوان یعنے نامۂ اعمال تین ہین ایک وہ دیوان ہے جو بخشا نہین جاتا ہے دوسرا وہ دیوان ہے جو بخشا جاتا ہے تیسرا وہ دیوان ہے جو چھوڑا نہین جاتا ہے سو وہ دیوان جو بخشا جاتا ہے گناہ ہین بندون کے درمیان بندہ اور خدا کے اور وہ دیوان جو نہین بخشا جاتا ہے وہ شرک باللہ ہے اور وہ دیوان جو نہین چھوڑا جاتا ہے مظالم عباد کے ہین یعنی اُنکا مطالبہ ضرور ہی ہوگا یہانتک کہ معاف کیے جائین اس حدیث کو احمد و حاکم نے عایشہ سے روایت کیا ہے

ف تیسری تقسیم گناہون کی یہ ہے کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہین ایک صغیرہ دوسرے کبیرہ انکی تعریف مین لوگونکا بڑا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے نہ کوئی صغیرہ ہے نہ کبیرہ بلکہ ہر مخالفت خدا کی کبیرہ گناہ ہوتی ہے یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اللہ نے کہا ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنه نکفر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مدخلا کریما وقال تعالیٰ الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم حضرت نے فرمایا ہے الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة یکفرن ما بینهن ان اجتنبت الکبائر رواہ مسلم عن ابی هریرة دوسرا لفظ یہ ہے کفارات لما بینهن الا الکبائر اور حدیث ابن عمر مین مرفوعا آیا ہے الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس اور صحابہ نے تعداد کبائر مین اختلاف کیا ہے چار سے سات تک پھر نو پھر گیارہ تک پھر اس سے بھی زیادہ ابن مسعود نے چار کبیرہ بتائے ابن عمر نے سات کہے ابن عمرو نے نو کہے ابن عباس نے سات سُنکر کہا سات سے اقرب تر سات سو ہین کبھی کہا کہ جس چیز سے اللہ نے نہی فرمائی ہے وہ

کبیرہ ہے کسی نے کہا جسپر وعید نار آئی ہے وہ کبیرہ ہے بعض سلف نے کہا جسپر دنیا مین
حد آئی ہے وہ کبیرہ ہے کسی نے کہا گنتی کبائر کی مبہم ہے مثل شب قدر و ساعت روز جمعہ کے
ابن مسعود سے پوچھا کبائر کتنے ہین کہا اول سورہ نساء سے تیس آیت تک پڑھتا جا یہانتک
کہ یہ آیت آجائے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ سو جس چیز سے اللہ نے
اس سورت مین نہی فرمائی ہے یہانتک وہ کبیرہ ہے ابو طالب مکی نے کہا مینے کبائر کو احادیث
سے جمع کیا تو سترہ کبیرہ ہوے قول ابن عباس و ابن مسعود و ابن عمر وغیرہم سے اجتماع کبائر کا یون
ہوتا ہے کہ چار کبیرہ دل مین ہین شرک باللہ و اصرار علی معصیۃ اللہ و قنوط من رحمۃ اللہ اور
امن من مکر اللہ اور چار زبان مین ہین شہادت زور و قذف محصن و یمین غموس و سحر یمین غموس
وہ سوگند ہے جس سے کسی حق کو ناحق یا کسی ناحق کو حق کیا جائے یا جس سے کسی مسلمان کا
مال ناحق لے لیا جائے خواہ ایک مسواک ہی ہو گویا یہ قسم اپنے مرتکب کو آگ مین غوطہ دیتی ہے
جادو وہ کلام ہے جو کسی انسان یا جسم کو اُسکی اصلی خلقت سے بدل دے اور تین گناہ شکم سے
متعلق ہین شراب پینا اسمین ہر نشہ کی چیز داخل ہے یتیم کا مال ظلم سے کھانا دیدہ و دانستہ
سود کھانا دو شرمگاہ سے متعلق ہین زنا و اغلام دو ہاتھون سے متعلق ہین قتل و چوری ایک
پاؤن سے متعلق ہے یعنی معرکۂ جنگ سے بھاگنا جیسے ایک شخص دو کے سامنے سے یا دس
بیس کے سامنے سے بھاگ جائین اور ایک تمام بدن سے علاقہ رکھتا ہے یعنے نافرمانی والدین
کی اسطرح کہ اگر وہ کسی حق بات پر قسم کھائین تو فرزند اُنکی قسم پوری نہ کرے اور اگر کچھ مانگین تو اُنکو
نہ دے اور اگر برا کہین تو اُنکو مارے اور اگر بھوکے ہون تو کھانا نہ دے یہ قول اگرچہ قریب ہے
مگر خوب تشفی اس سے بھی نہین ہوتی ہے اسلیے کہ اس سے کمی و بیشی ہو سکتی ہے مثلاً اس قول کے
رو سے سود کھانا مال یتیم کا کھانا گناہ کبیرہ ہے اور اس گناہ کا تعلق مال سے ہے اور جس گناہ کا علاقہ
نفس سے ہے اُسکی مثال مین قتل کو ذکر کیا ہے آنکھ پھوڑنے اور ہاتھ کاٹنے وغیرہ انواع عذاب
اہل اسلام کو ذکر نہین کیا اسیطرح یتیم کا مارنا اور اُسکو عذاب دینا خواہ اُسکا کوئی ہاتھ کاٹ ڈالے

یا کوئی اور عضو بیشک بڑا گناہ ہے بہ نسبت اُسکے مال کھانے کے حدیث مین ایک گالی کے عوض
دو گالی دینے کو بھی گناہ کبیرہ کہا ہے اسی طرح دست درازی کرنے کو کسی مسلمان کی آبرو مین
حالانکہ یہ بات تہمت زنا سے علحدہ ہے اور شرمگاہ مین نکاح بالید اور مساحقت اور علت
اُبنہ داخل ہے ابو سعید خدری کہتے ہین تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو تمھاری نظرون مین
بال سے زیادہ باریک ہین مگر ہم لوگ انکو عہد حضرت مین گناہ کبیرہ سمجھتے تھے اور بعض نے کہا ہے
کہ جو گناہ آدمی عمداً کرتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے یہ تو اقوال
ہین اور لفظ کبیرہ لفظاً مبہم ہے لغت مین خواہ شرع مین اسکے لیے کوئی معنی خاص نہین ہین کیونکہ
صغیرہ و کبیرہ امور اضافی ہین ہر گناہ بہ نسبت بعض کے کبیرہ ہو سکتا ہے اور بہ نسبت بعض کے صغیرہ مثلاً اجنبی
عورت کے ساتھ لیٹنا بہ نسبت زنا کے صغیرہ ہے اور بہ نسبت آنکھ سے دیکھنے کے کبیرہ ہے
کلام مجید کی منصوصات مین بھی تفاوت درجات موجود ہے تعریف کبیرہ مین جو اقوال صحابہ
کے آئے ہین وہ بھی کچھ ایسے ہی ہین جیسے اقوال علما کے بیان ہوئے اسلیے معلوم کرنا معنی کبیرہ کے
ضرور ہے سو امر محقق اس باب مین یہ ہے کہ باعتبار شریعت کے گناہ تین قسم پر ہین اول وہ
جنکا بڑا ہونا معلوم ہے دوسرے وہ جنکا شمار صغیرہ مین ہے تیسرے وہ جنمین کوئی حکم شرعی
معلوم نہین ہے سو ایسے مبہم گناہ کے دریافت کرنے کو کسے تعریف جامع مانع ملنے کی توقع کرنا
گویا ایک امر ناممکن کی طمع کرنا ہے یہ بات تو جبھی ممکن تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس باب مین کچھ فرماتے اور کہتے کہ کبائر اتنے ہین دس یا پانچ پھر اُنکے نام بتاتے لیکن ایسا
اتفاق نہین ہوا بلکہ بعض روایات مین تین اور بعض مین سات فرمائے ہین پر عوض ایک گالی کے
دو گالیان دینا کبیرہ فرمایا ہے حالانکہ یہ نہ اُن تین مین داخل ہے اور نہ اِن سات مین اس سے
ثابت ہوا کہ شارع کو حصر کرنا کبائر کا مقصود نہ تھا پس جبکہ شارع نے خود تعداد اُسکی مقرر نہ کی
تو اب دوسرا کسطرح طمع اُسکی کر سکتا ہے اور شاید شارع نے گنتی کبائر کی اسی لیے مقرر نہین
فرمائی ہے کہ لوگ کبائر سے ڈرتے رہین اور اُسکے خوف سے صغیرہ پر بھی مبادرت نہ کرین جیسے لیلۃ القدر

اِسی لئے مبہم رکھا ہے کہ لوگ اُسکے لیے محنتین کرین ہان ہمسے اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم اجناس کبائر کو بتا دین اور اُسکے جزئیات کو ظن و تخمین سے سمجھا دین اور جو سب مین بڑا کبیرہ ہے اُسکی بھی تعریف کر دین لیکن جو گناہ سب صغائر مین چھوٹا ہے ہم اُسکو نہین بتا سکتے ہین غرضکہ سب سے بڑا کبیرہ وہ ہے جو معرفتِ الٰہی کا مانع ہو اور اُس سے اُترکر وہ ہے جو لوگون کی جان مین خلل ڈالے اور اُس سے کمتر وہ ہے جس سے بابِ معیشت کا جسپر مدار حیات ہے بند ہو جاے یہ تین امر ایسے ہین کہ کسی ملت مین درمیان انکے اختلاف نہین ہو سکتا ہے اِس سے ثابت ہوا کہ مراتب کبائر کے تین ہین

ف مرتبۂ اول وہ ہے جو مانع ہے معرفت خدا و معرفت رسول سے یہ کفر ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی اور کبیرہ نہین ہے کیونکہ جو حجاب درمیان خدا و عبد کے ہے وہ جہالت ہے اور جس ذریعے سے قرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے وہ علم و معرفت ہے جتنی معرفت ہوگی اُتنا ہی قرب ہیگا اور جتنی جہالت ہوگی اُتنا ہی بُعد رہیگا اور قریب جہالت جسکو کفر بھی کہتے ہین ہون ہوتا ہے عذاب خدا سے اور نا امید ہوتا ہے اُسکی رحمت سے کیونکہ یہ عین جہل ہے جو کوئی اللہ کو جانے پہچانیگا اُس سے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ وہ اُسکے عذاب سے امن مین رہے یا اُسکی رحمت سے نا امید ہو جاے اِسی رتبہ کے قریب سارے اقسام بدعت کے ہین جنکا تعلق ذات و صفات و افعالِ خدا سے ہے انمین بعض بعض سے سخت ترین اور انکے تفاوت مراتب اُتنا ہی ہے جتنا کہ اُنسے جاہل رہنے مین فرق ہے اور جتنا کہ تعلق انکا ذات و شرائع و اوامر و نواہی الٰہی سے ہے سو ہر چند مراتب اِنکے بے گنتی ہین لیکن باعتبار کتاب اسکے تین قسم ہے ایک وہ جنکا داخل ہونا زیر ذکر کبائر قرآن معلوم ہے دوسرے وہ جنکا داخل ہونا نیچے اُن کبائر کے معلوم ہے تیسرے وہ جنکے دخول و عدم دخول مین شک ہے سو طلب کرنا دفع شک کا اس قسم متوسط مین طمع فی غیر مطمع ہے

ف دوسرا مرتبہ کبائر کا وہ ہے جسکا تعلق نفوس سے ہے کیونکہ بقاء و حفظ نفوس سے دوام حیات و حصولِ معرفت باللہ ہوتی ہے تو لا محالہ قتل نفس کبیرہ ٹھیریگا گو بہ نسبت کفر کے کم ہو کیونکہ کفر عین مقصود کو فوت کرتا ہے اور یہ فقط مفوت وسیلہ مقصود کا ہوتا ہے اسلیے زندگی دنیا کی مراد نہین ہوتی ہے مگر واسطے آخرت کے اور توصل طرف آخرت کے اُسی اللہ کی معرفت سے ہوتا ہے

سو قتل کرنے مین اُسکے اضاعت ہے اور قریب بقتل کاٹ ڈالنا ہاتھ پاؤن کا ہے اور ہر وہ
کام کرتا ہے جو مفضی الی الہلاک ہو یہانتک کہ مارپیٹ کرنا پھر بعض افعال انمین بعض سے
بڑے ہین اسی رتبہ مین تحریم زنا و لواطہ بھی داخل ہے اسوجہ سے کہ اگر فرضًا سارے آدمی
قضاء شہوت مردون ہی سے کرنے لگین تو نسل انسانی منقطع ہو جاے اور دفع موجود قریب ہے
قطع وجود سے یعنی جسطرح کہ نابود کرنا وجود انسان کا گناہ کبیرہ ہے ویسے ہی قطع کرنا اسکی
نسل کا بھی کبیرہ ہی رہا زنا سو اُس سے اگرچہ اصل وجود نیست و نابود نہین ہوتا ہے مگر وہ نسب کو
پریشان کر دیتا ہے اور وراثت و تناصر اور بہت سے ایسے امور کو کہ انتظام زیست کا بے اُنکے
نہین ہو سکتا ہے باطل کر ڈالتا ہے بلکہ اتمام انتظام کا ہمراہ اباحت زنا کے ہو ہی نہین سکتا ہے
امور بہایم تو منتظم ہوتے ہی نہین ہین جبتک کہ ایک نر انمین ساتھ ایک مادہ کے مختص نہو پھر
امور بشر کا کیا ذکر ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس شریعت سے اصلاح مقصود ہوتی ہے اُسمین کسیطرح
زنا مباح نہین ہو سکتا ہے وکمذا از نا رتبہ مین قتل سے کمتر ہے کیونکہ وہ نہ مفوت دوام وجود ہے اور
نہ مانع اصل وجود ہان تمیز نسب کو برباد کرتا ہے اور ایسے اسباب کا محرک ہوتا ہے جو نوبت کشت و
خون کی لائین ہان زنا اغلام سے اشد ہے اسلیے کہ داعیہ شہوت زنا مین دونون طرف سے
ہوتا ہے وکمذا زنا کثیر الوقوع ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے اثر اسکے ضرر کا عظیم ہوا کرتا ہے
ف تیسرا امر اموال کا ہے کیونکہ یہ اموال معایش خلق ہین اسلیے یہ بات جائز نہین ہو سکتی ہے
کہ لوگ ایک دوسرے کا مال جسطرح چاہین چرا کر یا چھینکر خواہ کسی اور طرح سے لے بیٹھین بلکہ لائق یہ ہے
کہ مال کی حفاظت کیجاے تاکہ جانین باقی رہین کیونکہ بقاء نفوس کا اسی مال کے سبب سے ہے مگر اتنی
بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکا مال لے لیتا ہے تو اسکا واپس کرنا ممکن ہے اور اگر کہا جاتا ہے تو
اُس سے تاوان لے سکتے ہین اس خیال سے مال کے لے لینے مین کچھ عظمت نہین پائی جاتی ہان
اگر اس ڈھب سے لیلے کہ تدارک مشکل پڑے تو اُسدم البتہ کبیرہ ہو سکتا ہے اور اسطرح کے
لینے کی چار صورتین ہین ایک یہ کہ چھپا کر لے اسکو چوری کہتے ہین اسمین بسبب عدم

اطلاع کے تدارک نہین ہوسکتا ہے دوسرے یہ کہ کسی یتیم کا مال کھاجاوے
تو یہ بھی حقیقۃً مین داخل ہے اِسکا بھی کبیرہ ہونا مناسب ہے اسلیے کہ اس مال کا حقدار
سوائے اُس یتیم کے اور کوئی نہین ہے اور وہ بسبب خردسالی کے نالشی نہین سکتا ہے
اور نہ اُسکو کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا بخلاف غصب وخیانت کے کہ غصب تو کھلم کھلا ہوتا ہے
اور خیانت مین مالک امانت مدعی ہوکر اپنا حق لے سکتا ہے اسلیے اُنکو کبیرہ نہین
کہہ سکتے تیسری صورت یہ ہے کہ جھوٹی گواہی سے کسیکا مال برباد کرادے چوتھی صورت یہ ہے
کہ جھوٹی قسم کھاکر کوئی مال ودیعت وغیرہ کا ہضم کر بیٹھے یہ چارون صورتین ایسی ہین
کہ انمین تدارک نہین ہوسکتا ہے اور نہ انکی تحریم مین اختلاف شرایع کا ممکن ہے پھر بعض
اِنمین بہ نسبت بعض کے بڑھکر ہین مگر سبکے سب تبہ دوم سے جسکا تعلق نفوس سے تھا کم درجہ
ہین اور اگرچہ انمین بعض پہ شرع نے کوئی حد واجب نہین کی ہے لیکن اسوجہ سے
کہ وعیدات بکثرت آئی ہین اور انتظام دنیاوی ہین ان چارون کو بہت بڑا اثر ہے
اسلیے اِنکا کبیرہ گناٹھیک ہوتا ہے رہا کھانا سود کا سو اُسمین فقط یہی بات ہے کہ دوسرے کا
مال اُسکی بھی رضامندی سے کھایا جاتا ہے مگر جو شرط کہ شرع نے مقرر کردی ہے اُسمین خلل
آتا ہے ایسے امر مین اگر اختلاف شرایع کا ہو تو کچھ محل عجب نہین ہے اور جبکہ غصب یعنی
کسیکے مال کا چھین لینا کبیرہ نہین ہے حالانکہ وہ کھانا ہے مال غیر کا بغیر اُسکی رضا کے
اور شرع کی رضا بھی اُسمین نہین ہے تو پھر کھانا سود کا جسمین مالک کی رضا موجود ہے
اور فقط رضائے شرع مفقود کیسے کبیرہ ہوگا کوئی یہ کہے کہ دربارہ سود بڑا زجر آیا ہے
اسوجہ سے کبیرہ ٹھیرا تو غصب وغیرہ مظالم کے باب اور خیانت کے باب مین بھی
ایسا ہی زجر آچکا ہے اُنکا بھی کبیرہ ہونا چاہیے اور یہ کہنا کہ خیانت وغصب کی ایک
اَدھی بھی کبیرہ ہے اسمین تامل ہے ظن غالب کا میل اسی طرف ہے کہ کبائر مین نہو بلکہ
یون چاہیے کہ کبیرہ خاص اُسکو کہین جسمین اختلاف شرایع کا نہوسکے تاکہ امور ضروریہ

دین مین سے ہو آپ اُن کبائر مین سے جنکو ابوطالب مکی نے گنا ہے دشنام دہی بادہ خواری
جادوگری و گریز صف معرکہ سے اور عقوق والدین باقی رہے سو انمین سے مے نوشی لائق
کبیرہ ہونے کے ہے تشدیدات شرع اسی پر دلیل ہین بلکہ نظر بھی اسلیے کہ جسطرح حفظ
نفس کا درکار ہے اسیطرح حفظ عقل کا بھی درکار ہے لاخیر فی النفس دون العقل
اسلیے ازالہ عقل کا کبیرہ ٹھیریگا لکن یہ حکم ایک قطرہ خمر مین جاری نہین ہوسکتا ہے کیونکہ
اُس سے زوال عقل کا نہین ہوتا ہے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اگر ایک شخص پانی پیے اور اُسمین
ایک بوند شراب کی ہو تو یہ کبیرہ نہوگا اگرچہ ایک قطرہ خمر محل شک ہے لکن اسوجہ سے کہ شرع نے
اُسپر حد واجب کی ہے اُسکا کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے بشر کی کیا تاب ہے کہ سارے اسرار
شرع پر واقف ہوسکے پس اگر اُسکے کبیرہ ہونے پر اجماع ثابت ہو تو اتباع اجماع کا واجب
ہوگا ورنہ مجال توقف باقی ہے قذف کا یہ حال ہے کہ اُسمین فقط آبروریزی ہوتی ہے
سو رتبہ آبرو کا بہ نسبت مال کے کم ہے پھر اُسکے بہت سے مراتب ہین سب مین بڑا رتبہ یہ ہے
کہ تہمت زنا کی لگاے شرع نے اِسکو ایک امر عظیم جانا ہے یہانتک کہ اُسپر حد واجب کی ہے
ہمارا گمان غالب یہ ہے کہ صحابہ ہر اُس امر کو جسمین ایجاب حد ہے کبیرہ گنتے تھے اس اعتبار سے
قذف بھی گناہ کبیرہ ہوسکتا ہے یعنی ایسا گناہ ہے جسکا کفارہ نماز پنجگانہ نہین کرسکتی ہے اب مراد
ہماری کبیرہ سے وہی گناہ ہے جسکا کفارہ نماز پنجگانہ نہ کرسکے لکن اس نظر سے کہ اختلاف
شرایع کا اُسمین روا ہے نرا قیاس دلیل ہے اُسکے کبر و عظمت پر نہین ہوسکتا ہے بلکہ ممکن ہے
کہ شریعت کا حکم یون ہوتا کہ جب ایک مرد عادل کسی ایک مرد کو زنا کرتے دیکھ لے تو اُسپر گواہی
دینا جائز ہوتا اور زانی کو فقط اُسی کی شہادت پر حد زنا دیجاتی اور اگر اُسکی گواہی پذیرا
نہوتی تو نظر بمصالح دنیا بھی حد ضروری نہ ٹھیرتی کو علی الجملہ وہ حد منجملہ مصالح ظاہرہ واقعہ
فی رتبۃ الحاجات کے ہوتی تو ایسی صورت مین اُس شخص کے حق مین جسکو حکم شرع معلوم ہوتا
قذف بھی منجملہ کبائر کے ٹھیرتا مگر جو شخص فقط یہی گمان کرتا ہے کہ مجکو صرف گواہی دینا

درست ہے یا یہ خیال کرتا ہے کہ اس گواہی پر کوئی دوسرا شخص بھی میرا ساتھ دیگا تو ایسے شخص کے
حق مین کبیرہ قرار دینا اُسکا زیبا تھا جادو کا یہ حال ہے کہ اگر اسمین کفر کی باتین نہون تو
گناہ کبیرہ ہے ورنہ اسکی برائی اتنی ہی ہوگی جتنا ضرر اُس سے پیدا ہوگا جان جانے یا
بیماری وغیرہ کا رہا فرار زحف سے اور نافرمانی والدین کی سو قیاس کی راہ سے انکا محل توقف
مین رہنا چاہیے اور جو کہ سوائے زنا کے لوگون کو اور کسی قسم کی گالی دینا مارنا ظلم کرنا یعنے
مال چھین لینا گھرون سے نکالدینا وطن و شہر چھڑا دینا داخل کبیرہ نہین ہے کیونکہ زیادہ سے
زیادہ گنتی کبائر ذنوب کی سترہ منقول ہے اور یہ امور اُن سترہ مین مذکور نہین ہین تو پھر بھاگنے
اور عقوق والدین کو بھی اگر کبیرہ کہنے مین توقف کیا جاے تو کچھ دور نہین ہے لکن حدیث مین
نام انکا کبیرہ آیا ہے اسلیے انکو کبائر مین شمار کرنا چاہیے مین کہتا ہون اوپر گذر چکا کہ کبائر
ظاہرہ چار سو ایک کبیرہ ہین تو اب جمود سترہ کبیرہ پر باقی نہ رہا یہ سب معاصی مذکورہ داخل
کبائر رہینگے بالجملہ تنقیح غزالی رح کی اسجگہ یون ہے کہ وہ فرماتے ہین حاصل یہ ٹھیرا کہ مراد ہماری
کبیرہ سے یہ ہے کہ جس گناہ کا کفارہ نماز پنجگانہ نہو سکے اُسکی تین قسمین ہین ایک وہ کہ یقیناً ہم جانتے ہین
کہ صلوات خمس تدارک اُسکا نہین کر سکتے ہین دوسرے وہ کہ نماز پنجگانہ کو انکا مکفر ہونا چاہیے
تیسرے وہ جسمین توقف کیا جاتا ہے پھر یہ متوقف فیہ بھی دو قسم ہین ایک تو ایسے ہین جنکے
کبیرہ ہونے یا نہونے کا ظن غالب ہے دوسرے وہ ہین جنمین شک ہے اور یہ ایسا شک ہے کہ بدون
نص کتاب و سنت کے دور نہین ہو سکتا ہے اور اسوجہ سے کہ اب توقع آنے نص جدید کی باقی
نہین ہے طلب کرنا رفع شک کا محال ہے **ف** کریمہ **ان تجتنبوا کبائر ما**
تنہون عنہ نکفر عنکم سیاتکم سے معلوم ہوتا ہے کہ بچنا
کبیرہ سے کفارہ ہوتا ہے صغیرہ کا سو یہ بات علی الاطلاق نہین ہے بلکہ اُس صورت مین ہے
کہ باوجود قدرت و ارادہ کے اجتناب کرے مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت پر قادر ہے اور
اُس سے وقاع بھی کر سکتا ہے مگر اپنے نفس کو روک کر فقط دیکھنے اور ہاتھ لگانے پر

قانع ہوا ہے تو جو نا پکی اُسکے دلمین اس نظر و لمس کرنے سے ہو گی اُسکی نسبت نفس کو زنا سے
ساتھ مجاہدہ کے بچانے مین نور زیادہ ہوگا اور یہی معنی کفارہ کے ہین یعنی عوض ہونے کے
لکن اگر وہ شخص نامرد ہے یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے عاجز ہے یا کسی ڈر سے باز رہا ہے
تو اس حال مین وہ بچانا نفس کا زنا سے کفارہ نہین ہوسکتا ہے اسی طرح جو شخص خواہشمند شراب کا
نہین ہے یہانتک کہ اگر اُسکو شراب مباح بھی ہوجاسے تو بھی وہ نہ پیے تو ایسے شخص کا شراب
پینے سے محترز رہنا ان چھوٹے گناہون کا کفارہ نہوگا جو ابتداے مے نوشی مین ہوتے ہین جیسے مزامیر
وغیرہ کا سُننا ہان جو شخص کہ شراب پینے کی خواہش رکھتا ہے اور مزامیر بھی سننا چاہتا ہے مگر مزامیر سے
تو باز نہین آتا لکن نفس پر زور دیکر شراب نہین پیتا ہے تو البتہ ترک کرنا مے نوشی کا غالب ہے کہ
اُسکے دل سے اُس ظلمت کو دور کردے جو راگ سننے سے دل پر آئی ہے اور یہ سب احکام
آخرت کے ہین اور ہوسکتا ہے کہ انہین سے بعض محل شک مین باقی رہین اور قسم متشابہات مین داخل
ہون کہ جنکی تفصیل بدون نص کے معلوم نہو اور نص مین گنتی اور تعریف جامع گناہ کبیرہ کی کچھ نہین
آئی ہے بلکہ الفاظ مختلفہ آئے ہین الحاصل صغیرہ گناہ مواظبت و اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے
اور امر مباح اصرار سے صغیرہ بنجاتا ہے انتہیٰ کلام الغزالی ملخصاً لکن قول محقق یہ ہے کہ اصرار کرنا
صغیرہ پر صغیرہ ہے اور کبیرہ پر کبیرہ ہے اور مباح پر مباح ہے کیونکہ اللہ کی رحمت اُسکے
غضب پر سابق ہے اور اس امر مین بھی تامل ہے کہ باوجود اجتناب کبائر کے کفارہ صغائر کا نہو گو یہ
اجتناب بسبب عجز کے ہو کیونکہ اگر باوجود عجز کے دل گناہ کو چاہتا ہے یہانتک کہ اگر
قدرت ملجاسے تو ہرگز باز نہ رہے لکن محض خوفِ خدا سے وہ ارادہ اجتناب کا رکھتا ہے
تو کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ اُسکے صغائر ذنوب صلوات خمس اور حسنات مفتعلہ سے مکفر نہون
اعتبار اعمال کا نیت پر ہے نہ صورت پر بہت سے فقیر ایسے ہین کہ وہ محبت غنا کی اپنے دلمین رکھتے
ہین اگرچہ ظاہر مین زمانہ اُنکی مساعدت نہین کرتا ہے وہ اگر مالدار ہوجائین تو جن گناہون سے
بہ سبب فقر و عجز ظاہری کے ابتک علٰحدہ ہین یقیناً اُنمین مبتلا ہو کر سب کچھ کرنے لگین اور بہت سے

اغنیا ایسے ہین کہ باوجود قدرت وآسودگی کے کچھہ محبت مال و دنیا کی اُنکے دلمین نہین ہے اگر
دنیا اُنکے پاس سے فرضًا چلی جاے تب بھی انکو کچھہ رنج اُسکی جدائی کا نہو اور باوجودِ
ثروتِ و مال کے وہ کبائر سے مجتنب رہتے ہین بلکہ سرے سے انکا دل ہی نہین چاہتا ہے کہ وہ
زنا کرین یا شراب پیین یا کوئی اور کبیرہ بجالائین بلکہ اگر بوجہ ابتلاے دنیا کسی محفل خلاف شرع
یا کسی مجلس منکر مین پہنچجاتے ہین تو اُسکو سخت مکروہ رکھتے ہین تو اسصورت مین وہ فقیر حکم
اغنیاء عاصیین مین ہوسکتا ہے اور یہ غنی حکم فقراء مطیعین مین غرضکہ حال کبائر کا ئی طرح ہے
ایک وہ کبائر ہین جنپر دنیا مین حدود و تعزیرات شرع کے وارد ہین اُنسے پاک ہونے کی یہی صورت ہے
کہ اقامت حدو تعزیر کیجاے یہ تو بہ اعلیٰ درجہ ہے کفارہ کا پھر اگر وہ کبائر مستور رہے اور یہان اُنپر
بوجہ ستر کچھہ حدو تعزیر جاری نہوئی تو اللہ سے امید ہے کہ بصورت توبۂ نصوح وہان بھی وہ
مستور رہین اور معاف ہوجائین بشرطیکہ دلمین ندامت اور آیندہ کے لیے عزم عدم عود اور
فی الحال اُنسے اقلاع حاصل ہوا ہے اور اگر مستور نہین ہے لیکن بحبت عدم اجراے حدود شرعی
و دیگر موانع ملکداری یا بوجہ حکومت غیر اسلام وغیرہ اسباب اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق نہین
ہوا ہے تو وہ بدستور ذمۂ مرتکب پر باقی رہینگے توبۂ ظاہری تکفیر اُن کبائر کی نہین کرسکیگی بلکہ اُنپر ترتب
تعذیب کا ہوگا مثلًا ایک شخص متاہل کھلم کھلا عیاشی کرتا ہے تو شرعًا وہ لائق رجم کے ہوگیا ہے لیکن
اُسکا رجم اسلیئے نہین ہوتا ہے کہ قانون ملک مین یہ سزا اُسکے لیے نہین لکھی ہے تو وہ نری توبہ سے ساقط
الحد نہوگا اسلیئے اُسکو ملنا سزاے زنا کا ضرور ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالے اپنے فضل ورحمت عام سے
اپنا حق معاف کردے اور صاحب حق کو عوض مظلمہ کا دے کر اُس سے بھی معاف کرا دے
یا اُسکی توبہ کو اثر مغفرت کا بخشے اللھم انی اسئلك الجنة بلا عمل عملته واعوذبك
من النار بلا ذنب ترکته ۞ دوسرے وہ گناہ کبائر ہین جنپر یہان کوئی حد و تعزیر شرعی
مقرر نہین ہے جیسے کذب ورشوت واکل مال حرام وغیرہ اُنسے توبہ صحیح کرنا واسطے سقوط سزا کے
انشاء اللہ تعالی کافی ہوسکتا ہے شرائط توبہ کے بجالاے اور تدارک ایسے معاصی کا بفعل

حسنات کرتے تیسرے وہ کبائر ہین جنپر مرتکب کو علم اُنکے کبیرہ ہونے کا سرے سے حاصل ہی
نہین ہوا ہے اگر علم ہوتا تو ہرگز وہ دیدہ و دانستہ اُنپر اقدام وجرأت نہ کرتا تو ایسے کبائر کے لیے
بھی امید عفو کی ہے جسطرح کہ عمل بالحکم المنسوخ پر بصورت جہل کچھ مواخذہ نہین ہوتا ہے ایسی کل
ہین جہل عذر خواہ عاصی ہو سکتا ہے اور اللہ کا رحم وکرم سب سے زیادہ وسیع فسیح ہے ہان شرک و
کفر مین بانواعہا عذر جہل کا بکار آمد نہوگا اور کوئی نوع شرک باللہ کی بغیر توبہ کے بخشی نہ جائیگی
رہے صغائر ذنوب سو وہ بموجب وعدہ الٰہی وبشارت رسالت پناہی کی انشاء اللہ تعالی
مرجو العفو ہین وضو ونماز وجمعہ ورمضان تا رمضان وغیرہ وغیرہ حسنات ہمیشہ اُنکی تکفیر
کرتے رہتے ہین اُنکی اسیطرح کا شک وشبہ نہین ہے مگر ایک مالک کو اختیار ہے جس صغیرہ
چاہے مواخذہ کرے اگرچہ ذرہ برابر ہو اور جس کبیرہ کو چاہے توبہ سے یا بے توبہ بخشدے کوئی اسکے لیے
[illegible] نہین ہے ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سو قتل کیے تھے اُسکو توبہ کرنے پر بخشدیا حالانکہ ایک قتل اکبر کبائر ہے
چہ جائے اس اصرار کے کہ اُسنے ننانوے سو قتل کیے تھے ایک عورت کو بلی کے بھوکا باندھ رکھنے پر دوزخ
مین بھیجدیا ایک مرد یا عورت فاحشہ کو ایک پیاسے کتے کے پانی پلانے پر بخشدیا ساری حکایات احادیث صحیحہ مین
آئی ہین بندہ نوازی نکتہ گیری دونون اُسکے کام ہین اور اُسکی حکمت اسی کو معلوم ہے ہماری طاقت نہین ہے
کہ ہم مصالح ان حکم کے معلوم کر سکین یا اُسکے لیے کوئی قاعدہ کلیہ ٹھہرا سکین پھر شدت وخفت معصیت کے درجات
ہین اور مراتب اُنکے بہ نسبت فاعلین کے متفاوت ہوتے ہین جو سزا جزا عالم بے عمل کے لیے ہوگی
وہ واسطے جاہل عاصی کے نہوگی اور جو عقوبت زاہد ریاکار کو ملیگی وہ فاعل مباح بے ریا کے لیے
نہوگی جو گناہ بطور تمرد وجرأت کے عمداً کیا جاتا ہے اُسکا عقاب نہایت شدید ہوتا ہے اور جو
گناہ جہل وسہو ونسیان سے ہو جاتا ہے اُسکی سزا بہ نسبت پہلے گناہ کے کم درجہ ہوتی ہے اسیلیے اہل
علم نے وہ اسباب بھی لکھے ہین جنسے صغائر کبائر بنجاتے ہین تاکہ انسان مرتکب صغیرہ اِس
گھمنڈ مین نہ رہے کہ مین مرتکب کبیرہ کا نہین ہون جب اُسکا صغیرہ کسی سبب سے کبیرہ ہو گیا تو اب
وہ کسطرح اُسکو ارتکاب کبائر سے جدا سمجھکر یقین اپنی مغفرت کا کر سکتا ہے اللہ سے امن ہونا

کفر ہے جسطرح کہ اُس سے ناامید ہوجانا بھی کفر ہے ایمان ہمیشہ درمیان خوف و رجا کے ہو کیونکہ نری رجا شیوہ مرجیہ کا ہے اور نرا خوف شیوہ خارجیہ کا اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ مسلمان کو خائف و راجی ہونا چاہیے وباللہ التوفیق

فصل

گناہ صغیرہ چند اسباب سے کبیرہ ہوجاتا ہے انمین سے ایک اصرار و مواظبت ہے اور اسی بنیاد پر یہ بات کہی گئی ہے کہ لا صغیرۃ مع اصرار ولا کبیرۃ مع استغفار حاصل یہ ہے کہ اگر آدمی ایک کبیرہ کرکے باز رہے اور پھر دوسرا کبیرہ نہ کرے تو اگرچہ امر ممکن ہے تو توقع عفو کی اُسصورت مین زیادہ تر ہے بہ نسبت گناہ ضعیف کے جسپر مداومت کیجاتی ہے اسکی مثال یون ہے کہ اگر پتھر پر پانی کا ایک قطرہ پیاپے گرتا رہیگا تو اُسمین نشان پڑجائیگا اور اگر سارا پانی اُتنا جتنا کہ قطرات مین گرا ہے ایکبارگی پتھر پر ڈالدیا جائیگا تو کچھ نشان اُسکا نہوگا اسی تاثیر کی وجہ سے حضرت نے فرمایا ہے خیر الاعمال ادومہا وان قل رواہ الشیخان عن عایشہؓ لکن بلفظ احب الاعمال۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل دائم اگرچہ قلیل ہو نافع ہوتا ہے اور بہت سا عمل جو ایکہی بار کیا جاوے اُس سے دلکی روشنی و طہارت مین نفع قلیل ہوتا ہے اسی طرح گناہ صغیرہ پر اگر آدمی ہمیشگی کرے تو اسکا اثر دل کے سیاہ و تاریک کرنے مین زیادہ ہوگا فقط اتنی بات سے کہ آدمی کا گناہ کبیرہ پر ایکبارگی مرتکب ہوجانا بدون اسکے کہ قبل و بعد اُسکے کوئی گناہ صغیرہ نہ کرے کمتر پایا جاتا ہے مثلاً زانی جب زنا کرتا ہے تو یہ کم ہوتا ہے کہ پہلے سے ارادہ زنا کا اور مقدمات زنا کے ذکرے اسی طرح قاتل یکایک قتل نہین کر بیٹھتا جبتک کہ پہلے سے دشمنی و عداوت نہو اسیطرح ہر ایک کبیرہ کے ارتکاب مین ضمناً بدایت و نہایت مین گناہ صغیرہ بھی پائے جاتے ہین اور اگر بالفرض کوئی ایسا کبیرہ سرزد ہو کہ اسکے کرنے مین صغیرہ نہ کرنا پڑے یکایک وہ کبیرہ ہی ہوجاے اور دوبارہ اُسکے کرنے کی نوبت نہ آئی تو غالباً اُسکے معاف ہونے کی توقع زیادہ ہے

بہ نسبت اُس صغیرہ کے جسپر انسان عمر بھر مواظبت رکھے دوسرا سبب صغیرہ کے کبیرہ ہوجانے کا
یہ ہے کہ گناہ کو چھوٹا جانے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ آدمی جتنا اپنے گناہ کو زیادہ سمجھیگا اُتنا ہی
وہ گناہ نزدیک اللہ کے چھوٹا ہوگا اور جتنا کہ یہ گناہ کو صغیر حقیر جانیگا اُتنا ہی وہ نزدیک
خدا کے بڑا اور کبیرہ ہوگا کیونکہ گناہ کو بڑا سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ دلمین کراہت و نفرت اُس گناہ کی
موجود ہے اسیلئے اُسکی تاثیر بھی دلمین خوب نہین ہوتی اور گناہ کے چھوٹا جاننے سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ دِلکو اُسکے ساتھ الفت ہے اسی وجہ سے دلمین اُسکا اثر بہت ہوتا ہے
اور طاعات سے مطلوب یہی ہے کہ دلمین روشنی ہو اور خطاؤن سے یہی ڈر ہے کہ دلپر سیاہی
نہ آسے یہی وجہ ہے کہ جب آدمی سے کوئی بات غفلت مین ہوجاتی ہے تو اُسپر مواخذہ نہین ہوتا ہے
کیونکہ غفلت مین دلپر اثر نہین ہوتا ہے اور حدیث حارث بن سعید مین فرمایا ہے کہ مومن اپنے
گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اُسکے اوپر آگیا اب سر پر گریگا اور منافق اپنی خطا کو
ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اُسکو اوڑا دیا بعض اکابر نے کہا ہے جس گناہ کی مغفرت
نہین ہوتی ہے یہ وہ گناہ ہے جسکے بعد آدمی یہ کہے کہ یا لیت کل ذنب عملتہ
مثل ھذا یعنے کیا اچھا ہوتا اگر تمام گناہ جو کہ مین نے کئے ہین سب ایسے ہی ہوتے
ع ہان اے شب وصل آنچنان باش کہ دوش * اور ایمان دار کے دلمین جو گناہ کی عظمت ہوتی ہے
اُسکی یہ وجہ ہے کہ وہ اللہ کے جلال کا علم رکھتا ہے جب وہ یہ جانتا ہے کہ مین نے اس گناہ سے
کسکی نافرمانی کی ہے تو صغیرہ بھی اُسکی نظر مین کبیرہ سوجھتا ہے اللہ نے بعض انبیا کو وحی کی تھی
کہ تو ہدیہ کی قلت پر نظر نکر یہ دیکھ کہ جسنے بھیجا ہے وہ کتنا بڑا ہے اور اپنی خطا کے صغیر ہونے
کو مت دیکھ یہ دیکھ کہ اس خطا سے تو نے کسکا مقابلہ کیا ہے اسی بنیاد پر بعض عارفین نے کہا ہے
لا صغیرۃ بل کل مخالفۃ اللہ فہی کبیرۃ یعنے صغیرہ گناہ کا سرے سے
وجود ہی نہین ہے جس امر مین خدا کی مخالفت کی ہے وہ کبیرہ ہے اسی طرح بعض صحابہ نے
بعض تابعین سے کہا تھا انکم لتعملون اعمالا ھی فی اعینکم ادق من الشعر کنا نعدھا

علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الموبقات یعنے تم ایسے کام کرتے ہو
جو تمھاری نظرون مین بال سے بھی زیادہ تر باریک ہین یعنی بے حقیقت محض ہین ہم اُن کامون کو
زمانۂ حضرت مین مہلکات سے سمجھتے تھے وجہ اسکی یہ ہے کہ معرفت صحابہ کے ساتھ جلال
الٰہی کی تمامتر تھی اُنکے نزدیک صغائر بہ نسبت جلال خدا کے کبائر تھے اور اسی وجہ سے
جو بات جاہل سے بڑی نہین معلوم ہوتی ہے وہ عالم سے بڑی معلوم ہوتی ہے اور جن
امور مین عامی سے تجاوز کیا جاتا ہے وہ تجاوز اُن جیسے امور مین عارف سے نہین کیا جاتا
کیونکہ گناہ اور خلاف اُتنا ہی بڑا ہوتا ہے جتنی کہ فاعل کی معرفت زیادہ ہوتی ہے تیسرا سبب
صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہ ہے کہ گناہ کرکے خوش ہو اور فخر کرے اور جانے کہ مجھسے جو یہ
کام ہوا تو خدا کی نعمت کے سبب سے ہوا ہے اور اس بات سے غافل ہو کہ یہ خطا موجب بدبختی کی ہے
سو جتنا مزا صغیرہ کا آدمی کو معلوم ہوگا اُتنا ہی وہ صغیرہ بڑا ہوگا اور دل کے تاریک کرنے مین
اُسکی تاثیر قوی ہوگی یہانتک کہ بعض گناہگار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے گناہ و قصور و خطا کی داد
چاہتے ہین اور اُسکے ارتکاب کا فخر بیان کرتے ہین و شیخی بگھارتے ہین مثلاً مناظرہ کرنیوالا
کہتا ہے کہ کیون جی تمنے دیکھا کہ مین نے فلان شخص کو کیسا رسوا کیا اور کیسے اُسکے عیب
بیان کیے کہ وہ پشیمان ہوگیا اور کیسا اُسکو بنایا اور خفیف کیا اور تاجر کہتا ہے
کہ دیکھو ہمنے کھوٹی چیز کسطرح نکالدی اور خریدار کو فریب دیدیا اور اُسکے مال
مین کیسا اُسکو دم دیا اور اُلّو بنایا سو اس قسم کی باتین ایسی ہین کہ انسے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے
کیونکہ گناہ مہلکات ہین جب آدمی اُنمین پھنسجاے اور شیطان کی بن پڑے کہ اس سے حسب مرضی
خود کام لے تو یہ جگہ نہایت افسوس و مصیبت کی ہے کہ دشمن اپنے اوپر غالب ہوا اور اسکو
خدا سے بُعد حاصل ہوا دیکھو اگر کوئی بیمار کسی برتن مین دوا پیتا ہے اور وہ برتن اتفاق سے
ٹوٹجاے اور اُسکے ٹوٹنے سے بیمار اسوجہ سے خوش ہوکہ اب رنج دوا پینے کا جاتا رہا تو اُس
بیمار کے اچھے ہونے کی کیا توقع باقی رہیگی چوتھا سبب جس سے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے یہ ہے

کہ اللہ کی پردہ پوشی اور مہلت دینے اور حلم فرمانے کو اسکی عنایت کا باعث سمجھے اور اسوجہ سے
ترک گناہ مین کاہلی کرے اور یہ نہ جانے کہ اس مہلت دینے سے اُسکو یہ منظور ہے کہ اور زیادہ
گناہ کرے بلکہ یہ مہلت دلیل خفگی اور ناراضی و غصہ کی ہے جسکو اس شخص نے موجب عنایات
و توجہات کا سمجھا ہے معلوم ہوا کہ یہ شخص خدا کے عذاب سے مامون ہے اور مکا من غرور
باللہ سے جاہل ہے قال تعالی ویقولون فی انفسہم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبہم
جہنم یصلونہا وبئس المصیر یعنے کہتے ہین اپنے جی مین کیون نہین عذاب کرتا ہمکو
اللہ اسپر جو ہم کہتے ہین کافی ہے انکو دوزخ بیٹھینگے اُسمین سو بُری جگہ ہے وہ پانچوان سبب صغیرہ کے
کبیرہ ہو جانیکا یہ ہے کہ گناہ کر کے اُسکو لوگون سے کہتا پھرے یا وہ گناہ کسی شخص کے سامنے کرے
کیونکہ اسمین اول تو خدا کی پردہ پوشی کا دور کرنا ہے دوسرے غیر کو اس گناہ کی رغبت دلانا ہے
تو گویا ایک گناہ کے ضمن مین دو قصور ہوے اس سبب سے یہ قصور بڑا ہو گیا اور اگر اس دوسرے کو
رغبت دینے پر اتنی بات اور کی ہے کہ اُسکے لیے سامان اس قصور کا بھی جمع کر دیا ہے تو یہ چوتھا
قصور ہوا اور نہایت خراب کام ہوا حضرت نے فرمایا ہے سب آدمیون کے قصور معاف
ہونگے مگر ان لوگون کی جو گناہ کو ظاہر کرتے ہین رات کو ایک شخص اُنمین کا گناہ کرتا ہے جسکو
اللہ نے اُسپر پوشیدہ رکھا تھا صبح اُٹھکر کشف ستر خدا کر دیتا ہے اور اپنے گناہ کو بیان کرتا ہے
رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ سو ایسے شخص کے قصور معاف نہونگے اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ
کی صفات و نعمتون مین ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ اچھی بات کو ظاہر کرتا ہے اور عیبون کو
چھپاتا ہے اور پردہ فاش نہین کرتا ہے تو اپنے عیب کو ظاہر کرنا اس نعمت کی ناشکری کرنا ہے
بعض اکابر سلف نے کہا ہے کہ آدمی کو اول تو گناہ ہی کرنا نہ چاہیے اور اگر کیا ہے تو دوسرے کو
ترغیب نہ دے ورنہ دو گناہ کا مرتکب ہوگا اسی خیال سے اللہ نے فرمایا ہے المنافقون والمنافقات
بعضہم من بعض یأمرون بالمنکر وینہون عن المعروف اور بعض سلف نے کہا ہے کہ
آدمی اپنے بھائی مسلمان کی پردہ دری اس سے بڑھکر نہین کرتا ہے کہ اُسکی مدد کسی گناہ مین

کرے اور پھر اُس گناہ کو اُسپر سہل کر دیکھائے چھٹا سبب صغیرہ کے کبیرہ ہو جانے کا یہ ہے کہ گناہ کرنے والا
عالم مقتدا ہو تو عالم آدمی جب کوئی گناہ صغیرہ کرے اسطرح کہ اسکی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی کرنے لگین
تو یہ گناہ اسکے حق مین کبیرہ ہو جاتا ہے مثلاً اگر ریشمی کپڑا پہنے یا مذہب و مطلا سواری مین سوار ہو
یا مال شبہ کا لیلے یا بادشاہون کے پاس آمد و شد رکھے اور انکے حال کو برا نہ جانے بلکہ انکی موافقت
کرے یا مسلمانون کی عزت مین زبان درازی کرے یا مناظرے مین سخت و سست کہے یا کسی
خفیف کرنے کا ارادہ ہو یا ایسے علوم سیکھے جنسے فقط جاہ دنیا کے حاصل ہوتی ہے جیسے علم
مناظرہ یا جدل سوا ایسے قصور شخص عالم کے ایسے ہوتے ہین کہ لوگ انکی سند پکڑتے ہین عالم
تو مرجاتا ہے مگر اسکی برائی باقی رہجاتی ہے اور مدتون تک جہان مین پھیلتی ہے فطوبی لمن اذا مات
ماتت ذنوبہ معہ یعنے وہ بہت اچھا شخص ہے جب مرا تو اسکے گناہ بھی اسی کے ساتھ مر گئے
حدیث مین آیا ہے جو کوئی ایک طریق بد نکالے تو اُسپر خود اسکے کرنے کا گناہ ہوگا اور اُن لوگون کا
گناہ بھی ہوگا جو اُس فعل کے مرتکب ہونگے حالانکہ انکے وبال سے بھی کچھ کم نہ کیا جائیگا یعنی مجرم کو
جدا گناہ ہوگا اور بانی جرم کو جدا گناہ قال تعالی ونکتب ما قدموا وآثارھم آثار کہتے
اعمال کو ہین کہ بعد گذر جانے عمل و عامل کے عامل کو پہونچتے رہین ابن عباس نے کہا ہے عالم
کی خرابی دوسرون کے اتباع سے ہوتی ہے اُس سے اگر لغزش ہو جاتی ہے تو وہ توبہ کر لیتا ہے
مگر لوگ اُس بات کو لیے جاتے ہین اور جہان مین منتشر کر دیتے ہین بعض نے کہا ہے کہ
عالم کا قصور مثل لوٹنے کشتی کے ہے کہ وہ خود بھی ڈوبتی ہے اور جو لوگ اُسپر سوار ہوتے ہین
اُنکو بھی ڈبوتی ہے حکایت بنی اسرائیل مین ایک عالم تھا وہ لوگون کو بدعت سکھا کر
گمراہ کیا کرتا تھا پھر اسکو توبہ نصیب ہوئی تو ایک مدت تک اصلاح خلق کیا کیا اللہ نے
اُسوقت کے پیغمبر کو وحی بھیجی کہ اُس سے کہدو کہ اگر تونے فقط میرا ہی قصور کیا ہوتا تو البتہ مین
معاف کر دیتا لکن اسکا کیا علاج ہے کہ تونے میرے بندون کو گمراہ کیا اور انکو مین نے بسبب
گمراہ ہو جانے کے دوزخ مین ڈالا اس سے ثابت ہوا کہ علما کے لیے بڑا خطرہ ہے اسلیے

انکو دو باتین کرنا چاہیئین اصل یہ کہ سرے سے گناہ کو ترک کرین اصلا مرتکب کسی معصیت کے
نہون دوسرے یہ کہ اگر گناہ ہو جاوے تو مخفی رہے ظاہر نہونے پاوے اور جسطرح کہ علما کو بسبب
گناہون کے وبال زیادہ ہوتا ہے اسی طرح انکو نیکون کا ثواب بھی بسبب دوسرون کے
اتباع کے زیادہ ملتا ہے مثلاً اگر عالم زینت ظاہری اور رغبت فی الدنیا چھوڑ دے اور دنیا کے
تھوڑے پیسہ پر قناعت کرے اور کھانا بقدر بسر وقت کھائے اور پرانا کپڑا پہنے اور یہ باتین اسکے
اتباع سے اور لوگ اختیار کرلین خواہ عالم ہون یا عامی تو جتنا ثواب اورون کو ملیگا وہ
سارا ثواب اسکو بھی ملیگا اور اگر خود عالم راغب ہے زینت مین تو اُس سے بھی کم رتبہ والے اسکی
دیکھا دیکھی ضرور طرف اُس زینت کے مائل ہونگے اور تکلف ظاہری بدون خدمت حکام
ظالم اور مال حرام جمع کرنے کے ہو نہین ہو سکتا ہے تو گویا یہی عالم ان امور کا باعث ہوا
بالجملہ جسطرح حرکات عالم سے نفع زیادہ ہوتا ہے ویسا ہی نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے

وھذا الفہرکات فی تفاصیل الذنوب التی التوبہ توبۃ عنہا ف کبائر ذنوب

مین وہ کبائر اکبر سمجھے گئے ہین جنکے مرتکبین پر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لعنت کی ہے
یہ لعنت بالوصف احادیث شریفہ مین بغیر تعیین کے آئی ہے اور ایک جماعت پر بالتعیین بھی
لعنت فرمائی ہے اُن کبائر سے بچنا اور اُنسے توبہ کرنا نہایت اہم ہے بعض ائمہ علم نے
ذکر اُن ملاعین کا بغیر سند کے بغرض اختصار کلام کیا ہے ہم بھی اسکو ویسا ہی نقل کرتے ہین
اگر اصل احادیث پر اطلاع حاصل کرنا ہو تو کتب حدیث موجود ہین بلکہ یہ احادیث مطاوی
ابواب کتاب زواجر مین مذکور ہین بالجملہ حضرتؐ نے لعنت کی ہے اُس شخص پر جو سود کھاتا ہے
اور دوسرے کو کھلاتا ہے اور گواہ و کاتب سود بنتا ہے ۲ اور تصویر بنانے والون پر
۳ - اور اس شخص پر جو منار یعنی حدود زمین کو مٹا دے مثل اُس شخص کے جو ایک ٹکڑا سڑک کا
یا مسجد لیکر اپنے گھر مین ملالے اور مکان وقف کو لیکر اپنی ملک ٹھیرالے ۴ اور وہ
جو کسی اندھے کو رستہ سے بہکا دے بصیر جاہل بھی اسی کے ساتھ ملحق ہے ۵ اور

وہ شخص جو بہیمہ سے وقاع کرے۔ ۶۔ اور وہ جو عمل قوم لوط کرے یعنی اغلام اسمین
اُبنہ بھی داخل ہے۔ اور وہ جو پاس کسی کاہن کے آئے یعنے خبر غیب سننے کو یا پوچھنے کو یا اُسکی تصدیق
کرنے کو۔ ۸۔ اور وہ جو عورت کی دبر مین صحبت کرے۔ ۹۔ اور وہ جو حائض کے پاس آئے
یعنے اُس سے جماع کرے حالت حیض مین۔ ۱۰۔ اور وہ عورت جو مردہ پر نوحہ کرے اور
اُنپر جو اس عورت کے اردگرد بیٹھین۔ ۱۱۔ اور وہ شخص جو امام نماز بنے ایسی قوم کا
جو اُس سے کراہت کرتے ہین۔ ۱۲۔ اور وہ عورت جو سورہے اور خاوند اُسکا اسپر خفا ہے
یا وہ بستر سے شوہر کے الگ ہو ۱۳۔ اور وہ جسنے کوئی جانور واسطے غیر اللہ کے ذبح
کیا ۱۴۔ اور وہ جو چوری کرتا ہے تھوڑی ہو یا بہت ۱۵۔ اور وہ شخص جو سبّ
صحابہ رضی اللہ عنہم کرتا ہے ۱۶۔ اور وہ مرد جو زنانہ وضع بناتا ہے ۱۷۔ اور وہ عورت
جو مردانہ وضع بناتی ہے ۱۸۔ اور وہ مرد جو مشابہ عورتون کے بنتا ہے ۱۹۔ اور وہ عورت
جو مشابہ مردون کے بنتی ہے ۲۰۔ اور وہ عورت جو لباس مردانہ پہنتی ہے ۲۱۔ اور
وہ مرد جو لباس زنانہ پہنتا ہے ۲۲۔ اور وہ شخص جو راہگذر مین پاخانہ پھرتا ہے
۲۳۔ اور وہ عورت جو ہاتھ کو رنگین نہین کرتی ہے اور سرمہ نہین لگاتی ۲۴۔ اور
وہ شخص جو جورو کو خاوند پر اور غلام کو سید پر بھڑکاتا ہے ۲۵۔ اور وہ شخص جو ہتھیار
طرف اپنے بھائی کے اشارہ کرتا ہے یعنی تلوار وغیرہ سے اُسکو دھمکاتا ہے ۲۶۔ اور وہ
شخص جو زکوۃ نہین دیتا ہے ۲۷۔ اور وہ شخص جو اپنا نسب غیر پدر سے یا اپنی غلامی غیر مالک سے
جوڑتا ہے ۲۸۔ اور وہ شخص جو مُنھ پر داغ دیتا ہے ۲۹۔ اور وہ شخص جو کسی حد مین
حدود خدا سے سفارش کرتا ہے بعد اسکے کہ وہ حد حاکم تک پہونچ گئی ہے ۳۰۔ اور
وہ عورت جو اپنے گھر سے بغیر اجازت شوہر کے باہر جاتی ہے ۳۱۔ اور وہ شخص جو تارک
امر بمعروف و نہی عن المنکر ہے باوجود امکان کے ۳۲۔ اور وہ شخص جو شراب پیتا ہے
یا پلاتا ہے یا فروخت کرتا ہے یا خرید کرتا ہے اور وہ شخص جسکے لیے شراب خرید کی گئی ہے

اور وہ شخص جو اسکو بناتا ہے اور نچوڑتا ہے اور جو اسکو اٹھاتا ہے اور وہ جسکے پاس اسکو اٹھا کر لیجاتا ہے اور وہ جو قیمت شراب کی کھاتا ہے اور وہ جو رستہ شراب خانہ کا بتاتا ہے یہ گیارہ شخص ہوے جو بزبان خاتم النبیین پر ملعون ہین اور خود شراب پر بھی لعنت فرمائی ہے ۳۳- اور وہ شخص جو زن ہمسایہ کسے حرام کرتا ہے اس ایک زنا کا گناہ برابر دس زنا کے ہوتا ہے ۳۴- اور وہ جو جلق لگاتا ہے یعنی ذکر کو قبض کر کے انزال کرتا ہے ۳۵- اور وہ شخص جو ماں سے صحبت کرتا ہے اور اُسکی بیٹی سے ۳۶- اور وہ شخص جو حکم مین رشوت دیتا ہے یا لیتا ہے اور بیچ مین پڑکر رشوت دلاتا ہے ان تینون کا ایک حکم ہے ۳۷- اور وہ شخص جو علم دین کو چھپاتا ہے ۳۸- اور وہ جو احتکار کرتا ہے یعنی غلات کو بامید گرانی نرخ کے باوجود حاجت کے خلق کی روک رکھتا ہے ۳۹- اور وہ جو کسی مسلمان کو حقیر کرتا ہے یعنی اُسکی مدد نہین کرتا بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۴۰- اور وہ والی جسکے دلمین رحم نہین ہے یعنی ستمگر ہے ۴۱- اور وہ مرد جو نکاح نہین کرتے یعنی بلا وجہ و بلا مانع شرعی ۴۲- اور وہ عورتین جو نکاح نہین کرتین یعنی بلا عذر شرعی ۴۳- اور وہ شخص جو کسی بیابان مین تن تنہا اکیلا جاتا ہے ۴۴- اور وہ شخص جو کسی جاندار کو نشانہ تیر اندازی کا بناتا ہے ۴۵- اور وہ شخص جو دین مین کوئی بدعت و محدث نکالتا ہے یا کسی بدعتی و محدث کو جگہ دیتا ہے ۴۶- اور وہ شخص جو قبرون پر چراغ جلاتا ہے ۴۷- اور وہ شخص جو مقابر مین مسجد بناتا ہے ۴۸- اور وہ عورتین جو قبرون کی زیارت کرتے ہین ۴۹- اور وہ عورت جو چیخ کر روتی ہے ۵۰- اور وہ عورت جو سر منڈاتی ہے ۵۱- اور وہ عورت جو وقت مصیبت کے کپڑے پھاڑتی ہے ۵۲- اور وہ لوگ جو کہ بات کو مثل شعر کے تقفیہ کرتی ہین ۵۳- اور وہ شخص جو زمین اور بلاد مین فساد کرتا ہے ۵۴- اور وہ شخص جو اپنے باپ کا انکار کر کے کسی اور کی طرف انتساب کرتا ہے ۵۵- اور وہ شخص جو بیاہی عورت کو تہمت زنا کی لگاتا ہے ۵۶- اور وہ شخص جو اپنے یارون پر لعنت کرتا ہے ۵۷- اور وہ شخص جو قطع رحم بلا موجب شرعی کرتا ہے

۵۸- اور وہ شخص جو قرآن کو چھپاتا ہے یعنی اُسکا حکم ظاہر نہین کرتا ۵۹- اور وہ شخص جو اپنے
ماں باپ پر یا ایک پر ماں باپ سے لعنت کرتا ہے یعنی اُنکو بُرا کہتا ہے اور برائی سے یاد کرتا ہے
۶۰- اور وہ شخص جو کسی مسلمان سے مکر کرتا ہے یا اُسکو ضرر پہونچاتا ہے ۶۱- اور وہ شخص
جو گاتا ہے یا گانا سنتا ہے ۶۲- اور بوڑھا آدمی جو زناکار ہے فرمایا ہے ساتون آسمان
اور ساتون زمینین لعنت کرتی ہین شیخ زانی کو یہی حکم شیخہ زانیہ یعنی بوڑھی عورت بدکار کا
بھی ہے ۶۳- اور وہ شخص جو درمیان ماں اور اولاد کے یا درمیان بہن بھائیون کے جدائی
ڈالتا ہے ۶۴- اور وہ شخص جو درمیان حلقہ کے بیٹھا ہے ۶۵- اور وہ شخص جو حی علی الصلوٰۃ
سنکر جواب نہین دیتا یعنی حاضر مسجد نہین ہوتا بلا عذر شرعی کے ۶۶- اور وہ شخص
جو درخت بیر کو قطع کرتا ہے ابو الدرداء نے کہا مراد اس درخت سے وہ درخت ہے جو
راہون اور جنگلون مین ہوتا ہے مسافر اُسکے سایہ مین آرام پاتے ہین ۶۷- اور لعنت کیگئی ہے
اللہ لاعب شطرنج پر ۶۸- اور وہ شخص جو باریک کرتی مین بغیر ازار چلتا ہے جس سے
ستر کھلی ہوئی نظر آتی ہے اُسپر فرشتے لعنت کرتے ہین یہانتک کہ گھر مین پھر کر آئے
یا توبہ کرے اور جب ظاہر ہون بدعات اور گالی دیجاے میرے اصحاب کو تو واجب ہے
عالم پر کہ ظاہر کرے علم اپنا اگر ایسا نہ کریگا تو اُسپر اللہ و ملائکہ و تمام لوگون کی لعنت ہے
اللہ نے مجکو اور میرے اصحاب کو پسند کیا اُنمین وزرا و انصار و اصہار ہین جو کوئی
گالی دیگا اُنکو اُسپر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگون کی قبول نہین کرتا اللہ اس سے
دن قیامت کو صرف اور نہ عدل سات شخص ہین کہ نظر نہ کریگا اللہ طرف اُنکے دن قیامت کے
اور نہ پاک کریگا اُنکو اور فرمائیگا اُنکو جاؤ آگ مین ہمراہ جانے والون کے فاعل و مفعول
ناکح ید ناکح بہیمہ ناکح زن فی الدبر جامع درمیان زن و دختر زن زانی ساتھ زن ہمسایہ کے
ایذا دینے والا ہمسایہ کا جو شخص والی ہو کسی امر کا میری امت سے پھر رحم نہ کیا اُسنے اُنپر
تو اُسپر لعنت ہے اللہ کی اور جسنے نکالی کوئی بدعت مدینہ منورہ مین یا جگہ دی یعنی ٹھہرنے دیا

کسی بدعتی کو تو اُسپر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی قبول نہ کریگا اللہ اُس سے دن قیامت کو
صرف اور نہ عدل اور جو غلام بنا غیر مولی کا اُسپر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگوں کی اور
جو عورت چھوڑ دیتی ہے بستر اپنے خاوند کا لعنت کرتے ہیں اُسکو فرشتے صبح تک کیونکہ حق شوہر کا
بی بی پر یہ ہے کہ اگر وہ اُسکو بلاے اور عورت پشت پالان پر ہو تب بھی اُسکو اپنے جان سے نہ روکے
دوسرا حق زوج کا زوجہ پر یہ ہے کہ روزہ نفل نہ رکھے مگر اُسکی اجازت سے اگر ایسا کریگی تو بھوکی
پیاسی رہیگی وہ روزہ اُس سے قبول نہوگا اور نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اُسکی اجازت سے اگر نکلیگی
تو لعنت کرینگے اُسپر فرشتے رحمت کے اور فرشتے عذاب کے یہانتک کہ پھر آوے اور جسنے اشارہ
کیا طرف اپنے بھائی کے لوہے سے یعنے کسی ہتھیار سے وہ ملعون ہے اگرچہ وہ بھائی ایک ہی ماں باپ سے
کیوں نہو لعنت کرے اللہ واصلہ مستوصلہ واشمہ مستوشمہ نامصہ متنمصہ پر چھ شخص ہیں جنپر نبی نے
لعنت کی ہے دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ نے اُنپر لعنت کی ہے اور ہر نبی مجاب
الدعوۃ نے تحریف کرنے والا کتاب اللہ کا دوسرا لفظ یہ ہے زیادہ کرنے والا کتاب اللہ
میں اور جھٹلانے والا اللہ کی تقدیر کا اور تسلط کرنے والا ساتھ جبروت کے یعنے ظلم و زیادتی
کی تاکہ عزت دے اُسکو جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور ذلیل کرے اُسکو جسے اللہ نے عزت دی ہے
اور حلال کرنے والا اللہ کی حرمت کا اور حلال کرنے والا میری عترت سے یعنی اُس چیز کا جو
منع ہے اور ترک کرنے والا میری سُنت کا یہ ہے وہ لوگ جنکو حضرت نے بالاعیان لعنت کی ہے
وہ اس حدیث میں مذکور ہیں اللھم العن رعلا و ذکوان و عصیۃ عصوا اللہ و رسولہ
یہ تین قبیلے تھے قبائل عرب سے لکن ہو سکتا ہے کہ حضرت نے مرنا اُنکا یا اُنکے اکثر کا کفر پر
معلوم کر لیا ہو تب اُنکو لعنت کی ہے بعض علما نے کہا ہے کہ قریب بلعنت کے دعائے شر کرنا
کسی انسان پر یہانتک کہ ظالم پر جیسے یوں کہنا لا اصح اللہ جسمہ و لا سلمہ اللہ و نحو
ذلک اسیطرح ہر مذموم پر اور لعنت کرنا سارے حیوانات و جمادات پر مذموم ہے بعض
اہل علم نے کہا ہے جس شخص نے لعنت کی ہے غیر مستحق لعن پر تو وہ جلدی سے یوں کہے

الا ان یکون لا یستحق اور جو شخص آمر بمعروف و ناہی عن المنکر ہو اُسکو اور بھی مؤدب کو چاہیے کہ جس شخص کو مخاطب بامر و نہی کرے بقصد زجر و تادیب کے تو یون کہے یا ضعیف العقل یا قلیل النظر لنفسہ یا ظالم نفسہ و نحو ذلک کہ اسمین نہ کذب ہے نہ قذف صریح یا کنایہ و تعریض کرے اگرچہ سچی بات کہتا ہو انتہی ما فی الزواجر اگر کوئی یہ کہے کہ گواہی اُسکی قبول ہوتی ہے جو کبائر سے بچے اور قبول شہادت مین صغیرہ گناہون سے بچنا شرط نہین ہے اور قبول شہادت ایک حکم دنیوی ہے اور کبیرہ پر کوئی حکم دنیوی متعلق نہین ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ گواہی کا قبول نہونا کچھ خاص ساتھ کسی کبیرہ کے نہین ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ صغیرہ گناہ سے بھی آدمی کی گواہی معتبر نہو مثلاً جو شخص مزامیر سنے اور ریشمی کپڑا پہنے اور سونے کی انگشتری ہاتھ مین رکھے اور چاندی سونے کے برتنون مین کھاے پیے تو سب ائمہ کے نزدیک اُسکی گواہی مقبول نہوگی حالانکہ ان چیزون مین کوئی بھی کسی کے نزدیک کبیرہ نہین ہے امام شافعی نے کہا ہے اگر کوئی حنفی نبیذ پیے تو مین اُسکو حد مارونگا مگر اُسکی شہادت کو رد نکرونگا اس مسئلہ مین حد مارنے کے اعتبار سے تو نبیذ پینے کو کبیرہ ٹھیرایا اور اُسکے سبب سے شہادت کو رد نہین کیا یہ دلیل ہے اسپر کہ قبول و رد شہادت کچھ منحصر صغیرہ یا کبیرہ پر نہین ہے بلکہ ہر قسم کے گناہ صغائر ہون یا کبائر ناقض عدالت ہوتے ہین بجز اُن امور کے جنسے انسان بحسب عادت بچ نہین سکتا مثلاً غیبت کرنا اور دوسرے کی برائی کے جستجو مین رہنا اور بدگمان ہونا اور بعض باتون مین جھوٹ بولنا اور غیبت سننا اور امر بمعروف و نہی منکر کو چھوڑنا اور شبہات کی چیزون کا کھانا اور لڑکی اور غلام کو گالی دینا اور غصے کے وقت ضرورت مصلحت سے زیادہ اُنکو مار بیٹھنا اور ظالم بادشاہون کی تعظیم کرنی اور بدکارون سے دوستی رکھنا اور تعلیم کرنے مین زن و فرزند کے امور دین کو سستی کرنا کہ یہ سب اِس قسم کے گناہ ہین کہ ہر ایک گواہ مین اِنمین سے تھوڑے یا بہت ضرور ہی پائے جاتے ہین ہان اگر یہ بات ہے کہ کوئی شخص فقط آخرت کو مدنظر رکھکر لوگون

کنارہ کش ہوجاوے علیحدہ جا رہے اور مدت تک نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے یہانتک کہ
اگر پھر لوگون مین آملے تب بھی ویسا ہی رہے جیسا کہ خلوت مین تھا تو ایسا شخص اس
قسم کے گناہون سے خالی ہوسکتا ہے اور گواہی مین ایسے ہی لوگون کا قول اگر معتبر ہوا کرے
تو اول تو ایسے شخص کا ملنا مشکل ہے دوسرے سارے احکام و شہادات جاتے رہین
حاصل یہ کہ ریشم پہننا اور باجون کا سننا اور نرد کھیلنا اور شرابخوارون کے پاس وقت میخواریکے
بیٹھنا اور اجنبی عورتون کے ساتھ علیحدہ رہنا وغیر ذالک من الصغائر اس قسم مین داخل
نہین ہے ولہذا قبول ورد شہادت مین نہ کبیرہ پر نظر کیجاوے نہ صغیرہ پر مگر اتنی بات ہے
کہ ان صغائر مین سے بھی اگر کوئی شخص کسی پر مواظبت و اصرار کریگا تو رد شہادت مین اُسکی
تاثیر ہوجاویگی مثلاً اگر کوئی لوگون کی غیبت اور عیب چینی کو اپنی عادت بنالیگا یا بدکارون
کی صحبت و اتحاد پر جما رہیگا تو شہادت اُسکی معتبر نہوگی یہ تقریر غزالی رح کی ہے حاصل اسکا
مطابق اُنکے بیان کے یہی ٹھیرتا ہے کہ گناہ صغیرہ اصرار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور
امر مباح اصرار سے صغیرہ بنجاتا ہے لکن اسمین نظر ہے جسکی طرف پیشتر اشارہ ہوچکا ہے
اب ہم اُن کبائر کو ذکر کرتے ہین جنپر شرع شریف مین حدود و تعزیرات آئے ہین ایک انمین زنا
ہے بلکہ اسکے کبیرہ ہونے پر سارے مسلمانون کا اتفاق ہے کو حد زنا مین اختلاف ہو قال
تعالی ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا سو جبکہ کوئی بکر حر زنا کریگا
تو اُسکو بنص کتاب و حدیث مستطاب سو کوڑے مارے جائینگے پھر اُسکو ایک سال تک
شہر سے نکالدینا چاہیے وہ اس شہر مین جہان اُس سے یہ کبیرہ صادر ہوا ہے نہ رہے
اور اگر زانی بیاہا ہوا ہے نکاح کرچکا ہے تو اُسکو بعد جلد مذکور کے رجم بھی کرینگے یہانتک
کہ مرجاوے ایکبار کا اقرار کرنا زانی کا واسطے اجراے حد کے کفایت کرتا ہے اور جہان کہین
تکرار آئی ہے مراد اُس سے استثبات تھا نہ یہ کہ تکرار اقرار شرط اقامت حد ہو ہان شہادت
زنا کے لیے ہونا چار گواہ کا پر ضرور ہے کتاب و سنت اسپر دلیل ہین اور کسی کا خلاف

معلوم نہین ہے اِس قرار و شہادت مین تصریح ایلاج فرج بالفرج کے ہونا لابدہے اور شبہات محتملہ سے
سقوط حد کا ہو جاتا ہے مثلاً اقرار کر کے مکر جاے یا عورت کواری ہو یا اُسکے بدن مین ہڈی ہو
یا مرد نامرد و مجبوب ہو دوسرا کبیرہ اغلام ہے اِسکی حد بھی قتل ہے اگرچہ کوارا ہو یہی حکم مفعول کا
بھی ہے کہ اُسکو بھی جان سے مارین جبکہ وہ مختار ہو نہ مجبور ہان نا کحِ بہیمہ کو تعزیر کیجائیگی نہ حد
تیسرا کبیرہ چوری کرنا ہے جب کوئی شخص مکلف مختار ہو کر مال محرز سے بقدر ربع دینار چورائیگا
تو اُسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا بنص کتاب و سنت اور ایکبار کا اقرار یا دو شہادت کافی ہے
لکن اگر مسروق علیہ قبلِ بلوغ اِس مقدمہ کے تا سلطان معاف کر دیگا تو حد ساقط ہو جائیگی نہ بعد
بلوغ کہ اسدم اقامت واجب ہو جاتی ہے ہان خائن و غاز نگر و اُوچکّے پر حد قطع ید نہین ہے
چوتھا کبیرہ جحد عاریت ہے اِسمین قطع ید آیا ہے خلافاً للجمہور پانچوان کبیرہ قذف محصنات ہے
اِسمین فقط اسّی کوڑے مارنا واجب آتا ہے اِسکا ثبوت اقرار واحد قاذف یا دو شہادت عدل سے
ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کریگا تو اُسکی شہادت قبول نہو گی ہان اگر چار گواہ اپنے قذف کے
لے آئیگا تو حد ساقط ہو جائیگی یا مقذوف اقرار زنا کر لے تب حد ساقط ہو چھٹا کبیرہ شراب خواری ہے
اُسکی حد یہ ہے امام پر سے چالیس کوڑے مارے یا کم زیادہ یا جوتے لگاے ایکبار کا اقرار یا گواہی دو
مردِ عدل شعار کی کفایت کرتی ہے اگرچہ قے پر ہو اِسمین حکم قتل کا منسوخ ہو چکا ہے **قف** تعزیر
اُن معاصی مین ہوتی ہے جنمین وجوب حد کا نہین ہے یہ تعزیر کبھی حبس کے ساتھ اور کبھی ضرب کے
ساتھ اور کبھی نحو ہا کے ساتھ ہوتی ہے لکن دس کوڑون سے زیادہ نمارے ساتوان کبیرہ
رہزنی ہے اِسکی حد قرآنِ پاک مین قتل یا صلب یا قطع ید و رجل یا نفی زمین سے آئی ہے
امام جون سی حد مناسب جانے قائم کرے لکن اگر وہ قبل قدرت کے تائب ہو جائیگا تو حد
ساقط ہو جائیگی **قف** وہ لوگ جو مستحق قتل کے ہین اُنمین ایک حربی دوسرا مرتد تیسرا ساحر چوتھا
کاہن پانچوان دشنام دہندہ خدا و رسول و اسلام و کتاب و سنت و طاعن فی الدین ہے
چھٹا زندیق لکن پہلے اُنسے توبہ طلب کر لین اگر تائب نہون تو مارے جائین و الّا فلا ساتوان

زانی محصن اٹھوان لوطی مطلقاً نوان محارب **ف** مطلب ہمارا بیان سے اِن کبائر کے اسجگہ فقط
یہ ہے کہ اجرا و اثر توبہ کا ان معاصی مین بھی ہوتا ہے اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق اگر
طرف سے حاکم کی یا اُسکی درخواست پر ہوا تو یہ سب سے بہتر ہے کفارہ و طہور حاصل ہو گیا اور اگر بوجہ لحوق
شبہات وغیرہ اسباب کے ظاہر مین وارد حد ہوا اور اسنے درمیان اپنے اور ارحم الراحمین کے
توبہ کر ڈالی حالانکہ نفس الامر مین مستحق حد کا ہو چکا تھا تو بھی امید ہے کہ جسطرح اللہ نے
یہان اسکو مستور رکھا تھا اور تعذیب حدود سے بچا لیا تھا وہان بھی مستور و محفوظ رکھے
اور اگر یہان مستور نہین رہا ہے تو وہان کا مواخذہ اسکے ذمہ قائم ہے شمار اُسکا معذبین مین
ہوگا بشرطیکہ موحد ہے اور اگر مشرک ہے تو پھر بالیقین داخل ہالکین ہے عیاذاً باللہ جو کبائر
ذنوب اس قسم کے ہین کہ دنیا مین اِنپر کوئی حد و تعزیر وارد نہین ہوئی ہے بلکہ محض وعید آخرت
آئی ہے تو وہ توبہ کرنے سے بخشدیئے جاتے ہین خصوصاً وہ کبائر جو خاص درمیان اسکے
اور اکرم الاکرمین کے ہین سے ہے وہ کبائر ذنوب جو درمیان اُسکے اور ابنار جنس کے ہین جنکو
حقوق عباد کہتے ہین سو اُنکی صورت یہ ہے کہ اگر دنیا مین اسنے اقالہ انکا صاحب حق سے
کرالیا ہے تو وہ بھی معفو ہو جاتے ہین اور اگر اقالہ نہین کرایا ہے یا اصحاب حقوق نے معاف
نہین فرمایا ہے تو پھر توبہ کرنے سے معافی اُنکی نہین ہو سکتی ہے وہ بدستور اُسکے ذمہ پر باقی
رہتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے گناہون کو نہین بخشتا ہے جس سے تعلق کسیکے حق کا ہوتا ہے
اسکی معافی اللہ نے رضاے صاحب حق پر رکھی ہے وہ قیامت کے دن اپنا حق ظالم سے لیگا
یا اللہ اُس سے معاف کرا دیگا اگر اسکو اُسکا بخشنا منظور ہے ورنہ بعد عذاب و عقاب کے
بقدر اُس جرم کے نظر بہ قلت و کثرت و شدت و خفت معصیت بشرط بقاے اصل ایمان کے
توقع نجات کی ہوتی ہے پھر بعضا گناہ ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ مشترک ہے درمیان رب و
عبد کے جیسے زنا کہ اسمین حق لفظی زوج کی بھی ہے اور ہتک حرمت شرع الٰہی کا بھی ہے اب جنے
اُس سے مثلاً توبہ کی تو اللہ اپنا حق تو اُس سے معاف کر سکتا ہے رہا حق بندہ کا سو یہ ایسا حق ہے

کہ اگر فرضاً وہ معاف بھی کردے یعنی کہدے کہ تونے جو زنا اُسکی زوجہ سے کیا ہے وہ مین نے
معاف کیا تو بھی حد شرعی اُس سے یہان ساقط نہو گی ورنہ توبہ واسطے اُسکے عفو کے
کفایت کرسکتی ہے یہ معصیت جب ہی دور ہو کہ یا تو دنیا مین حد جاری ہو یا عقبیٰ مین
معذب ہو کر نجات پاوے یا اللہ رحم کرے اور کوئی صورت عفو کی بلا عقاب کے نکالدے
لیکن اسکی تصریح دلیلاً نظر سے نہین گذری ہان جزء ثالث حاشیہ شامی صفحہ ۱۴۱ سطر ۳۲ مین
لکھا ہے کہ بیری نے شرح اشباہ مین جواہر سے نقل کیا ہے رجل شرب الخمر و زنی ثم تاب
ولم یحد فی الدنیا ھل یحد لہ فی الاخرۃ قال الحدود حقوق اللہ تعالیٰ الا انہ
تعلق بہا حق الناس وھو الانزجار فاذا تاب توبۃ نصوحًا ارجو ان
لا یحد فی الاخرۃ فانہ لا یکون اکثر من الکفر والردۃ وانہ یزول
بالاسلام والتوبۃ

تتمہ

اسجگہ ایک بحث یہ ہے کہ کونسا صبر اللہ کو زیادہ تر محبوب ہے وہ صبر جو ادائے اوامر و واجبات
ہوتا ہے یا وہ صبر جو ترک نواہی و محارم الٰہی پر ہوتا ہے سو اس مسئلہ مین اہل علم کا تنازع ہے
ہر طرف ایک جماعت علما کی گئی ہے باب نہم عدۃ الصابرین مین حافظ ابن القیم نے
اس بحث کو مع ادلہ فریقین بہت بسط سے لکھا ہے اور ہمنے رسالہ ادامۃ الشکر مین
اُسکو ترجمہ کیا ہے صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۳۸ تک یہی بحث ہے حاصل کلام کا اس مقام مین یہ ہے
کہ صبر کرنا فعل مامورات پر افضل و اجل ہے صبر کرنے سے ترک محظور پر کیونکہ فعل مامورات
محبوب تر ہے اللہ تعالیٰ کو ترک محظور سے اسلئے صبر کرنا احب الامرین پر افضل و اعلیٰ
ہوگا اس دعوے پر بیس دلیلین ہین قال ابن القیم واذا تبین ان فعل المامور افضل
فالصبر علیہ افضل انواع الصبر وبہ یسھل علیہ الصبر عن المحظور

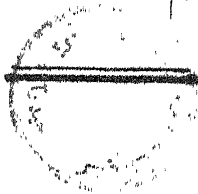
والصبر على المقدور فان الصبر الاعلى يتضمن الصبر الادنى دون العكس فقد ظهر لك من هذا ان الانواع الثلثة متلازمة وكل نوع منها يعين على النوعين الاخرين وان كان من الناس من قوة صبره على المقدور اقوى فاذا جاء الامر والنهي فقوة صبره هناك ضعيفة ومنهم من هو بالعكس في ذالك ومنهم من قوة صبره في جانب الامر اقوى ومنهم من هو بالعكس والله اعلم ٥

ان خشعوا الله يغفر انه		فكل مالا قيته سهل	

واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى على رسوله واٰله وصحبه اجمعين

تمت

خداوند تعالی کے ہزارون احسان کہ جسنے ہمکو کتاب و سنت سے صراط المستقیم کا سالک بنایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیشمار انعام جنکے طفیل سے اوامر و نواہی مین فرق پایا **اما بعد** یہ ایک رسالہ ہے جسکے پڑھنے سے مرآت قلوب زنگ ذنوب سے صاف ہو جاتے ہین اور ہر فصل و باب سے عاصی و گنہگار بعد توبہ و استغفار وعدۂ جنت و نعیم پاتے ہین چنانچہ نام اس کتاب سراپا برکات کا **توزیع المعاصی والطبقات الی انجاء الدرکات والدرجات** ہوا اور تائب و خائف کے لئے بشرط عمل یہ رسالہ سرمایۂ نجات ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۳ ہجری مین چھپکر سرمہ کش دیدۂ اولوالابصار اور مطبع مفید عام اس رسالہ کی برکت سے گویا مطلع الانوار ہوا



صحت نامہ توزیع المعاصی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱	هل	اهل	۲۹	۱	بقصعة	لقصعة
۳	۲	اسباب کا	اسباب کاهی	۳۶	۲	اعدت	اعددت
〃	۱۸	سبغوض	مبغوض خدا	۴۰	۷	چاہتے	چاہتا
۶	۱۵	تروهم	تردهم	〃	۲۰	الملکفرة	المکفرة
۸	۲۰	قسم مین	قسم هین	۴۲	۱۷	بیهن	بینهی
۹	۲	المدل	الرذل	۴۳	۱۸	اسلئے کہ اس	اسلیے کہ اس تقید اس
۱۰	۱۱	اصحاب مین	اصحاب هین	۴۴	۱۷	پرعوض	سپرعوض
۱۲	۱۸	لیسی	سیسی هے	۴۵	۱۲	اسی تهه	اسی رتبہ
۱۳	۱۱	تارک	وتارک	〃	۱۸	ددم	دوام
۱۹	۱۰	لوگ	لوگ هونگے	۴۸	۱۶	دلیل ہے	ہے دلیل
۲۲	۱۱	لمقدسی	المقدسی	۵۰	۱۳	کرتا	کرنا
۲۳	۷	هونی	هوتی	۵۲	۱۲	بلانے	پلانے
〃	۱۴	ریت	زبیت	〃	۱۳	اسکو	اوسیکو
۲۶	[illegible]	ا جبین	ناجبین	۵۴	۵	سکی	اوسکی
〃	۲۰	تتفاوتو	متفاوت	〃	۱۳	گمر	اگر
〃	۱۷	فردوس	فردوس اعلی	۵۵	۱۷	پھنسجاسے	پھنس جاے
۲۸	۸	ایذا اسے	ایذا اسی	۵۶	۱۸	گنا ہے	گناہ ہے

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۷	۹	جب	کہ جب	۶۱	۱۱	آزار	اِزار
〃	〃	اسی	اوسی	۶۳	۱۸	پادشاہو	پادشاہوں
〃	۱۳	گیا کیا	کرتا رہا	〃	۱۶	زن فرزند کے	امور دین کے
〃	۱۶	اسوقت	اُسوقت			امور دین کو	زن فرزند کو
۵۸	۱۸	سود	سود کا	۶۵	۷	ہوجائنگی	ہوجائے گی
۵۹	۹	بتا تا ہے	بتا آسکے	۶۶	۳	دراز	دَرز
۶۰	۹	صاحب کے	صاحب	۶۷	۷	پیجد	بیحد
۶۱	۱۱	کرتی	پیراہن	〃	〃	〃	〃